

سلسلہ مطبوعات ناشر: 29

نام کتاب: اہل حدیث: تعارف، عقائد اور خصوصیات

علامہ ابو حماد عبد الغفار السلفی

مؤلف: مبشر احسن وانی المدنی، ہیر پورہ شوپیان /حفظ اللہ تعالیٰ#9906885410#

مرابعہ: پروفیسر غلام محمد بٹ المدنی صاحب /صدر جمیعت اہل حدیث جموں و کشمیر

تقریظ: ڈاکٹر عبداللطیف الکندي، بٹھ ماوسرینگر، ناظم اعلیٰ جمیعت اہل حدیث جموں و کشمیر

معاون کمپوزر: فاروق مسعود خانقاہ معلی سرینگر

ناشر: شعبہ نشر و اشاعت جمیعت اہل حدیث بربر شاہ سرینگر

اشاعت: اپریل 1439ھ

تعداد: 5000

قیمت: 70 روپے

صفحات: 80

اہل حدیث

تعارف، عقائد اور خصوصیات

تألیف

علامہ ابو حماد عبد الغفار السلفی

مراجعة

مبشر احسن وانی المدنی

فاضل مدینہ یونیورسٹی: 2007ء، ایم فل، کشمیر یونیورسٹی 2015ء

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت

جماعت اہل حدیث بربر شاہ سرینگر

(C) جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

فہرست موضوعات

شمار	عنوان	صفحہ
1	فہرست مضمایں	3
2	عرض ناشر	4
3	تقریظ	6
4	تاثرات	8
5	عرض مراجع	10
6	مقدمہ	12
7	اہل حدیث کا الغوی اور اصطلاحی معنی	18
8	اصلی اہل سنت کون؟	20
9	مسائل کے اتنباط میں اہل حدیث کا منج	22
10	اہل حدیث کے عقائد پر اجماعی نظر	31
11	اہل حدیث اور عقیدہ توحید	35
12	کیا اہل حدیث نیافرقہ ہے؟	44
13	کیا دنیا میں اہل حدیث کا وجود ہے؟	49
14	اہل حدیث کی خصوصیات	52
15	زہد و تصوف کے بارے میں اہل حدیث کا نظریہ	55
16	بر صغیر کی سیاست میں اہل حدیث کا مثالی کردار	57
17	دعوت و اصلاح میں اہل حدیث کا منج و کردار	62
18	کتاب و سنت کی خدمت میں اہل حدیث کا مثالی کردار	65
19	حلقہ لعل بازار: تعارف، کارکردگی اور مستقبل کے عزم	72

عرض ناشر

اہل حدیث ہی دراصل اہل سنت ہیں، لیکن دور حاضر میں کچھ ایسے لوگ اہل سنت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جو درحقیقت اہل سنت نہیں ہیں، اور اہل حدیثوں پر مختلف قسم کی تہمیں چپا کرتے ہیں، چونکہ علماء نے ہر دور میں ایسے لوگوں کے شہادات پر تحریر اور تقریر اور کیا ہے، زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس میں مقتدر مؤلف نے اہل حدیثوں پر چپا کی جانے والی تہمتوں کا سلیس انداز میں بھر پور دلکھا ہے۔

الحمد لله کتاب ترجمہ، نظر ثانی اور دیگر مختلف مراحل سے گذری اور آج اللہ کے فضل سے زیور طباعت سے آراستہ ہونے کیلئے تیار ہے اور نہایت مسرت کی بات یہ ہے کہ اس کتاب کی طباعت کا خرچ جمعیت اہل حدیث کے ایک معروف حلقة نے برداشت کیا ہے، حلقة لعل بازار جمعیت کے خاکوں میں رنگ بھرنے کیلئے ہمیشہ صفائول میں مقام رکھتا ہے اور آج بھی اس مد میں جمعیت کے ساتھ تعاون کر کے اتفاق فی سبیل اللہ کو ایک نئی جہت دی ہے۔

چونکہ جمعیت نے روزاول سے ہی تبلیغ و تقریر کے ساتھ ساتھ تالیف و تصنیف کے ذریعہ سے بھی دینی بیداری کا علم بلند کیا ہے، اور اس صدارت میں اس جانب خاص توجہ دی گئی ہے، چونکہ جمعیت نے 2013ء سے لیکر آج تک شعبہ نشر و اشاعت اور مکتبہ مسلم کی وساطت سے کلینڈر اور افطار شیدول کے علاوہ کئی کتابیں شائع کی ہیں جن کی تفصیل یوں ہے:

علم دوست حضرات سے تاکیدی گزارش ہے کہ جمعیت کے پاس کافی

تقریظ

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه وبعد
اللهم تعالى كفضل وكرم سجعیت اہل حدیث جموں وکشمیر روز بروزتر قی کی راہ
پر گامن ہے اور اپنے اہداف حاصل کرنے کی خاطر ہر سطح پر فعال سے فعال تر ہوتی جا رہی
ہے، دینی، تربیتی، ثقافتی، خیراتی اور دعویٰ میدانوں میں کام بڑھتا جا رہا ہے، ریاست
جموں و کشمیر کے سبھی خطوں: جموں و کشمیر، لداخ وغیرہ سے دل خوش کر نیوالی خبریں موصول
ہو رہی ہیں، فلاں جگہ مسجد تعمیر ہوئی، فلاں جگہ مدرسہ کا افتتاح ہوا، فلاں جگہ مسجد کی سنگ
بنیاد ڈالی گئی، کہیں دینی سمینار منعقد ہوا، تو کہیں تیمبوں، بیواوں، بھتاجوں اور مسامکین کی
امداد کی گئی، الغرض ہر ایک علاقے میں اس وقت جمعیت اہل حدیث کے بیڑتے سماجی
خدمات کا فقید الشال منظر دیکھنے کو ملتا ہے۔

جمعیت اہل حدیث جموں و کشمیر نے قرآن و سنت کی صحیح دعوت فہم سلف صالحین کے
مطابق لوگوں تک پہنچانے کیلئے جہاں تعلیمی اور دعویٰ میدان کو کافی وسعت دی ہے، وہیں
شعبہ نشر و اشاعت کے ذریعہ اپنے اسلاف کی نادر کتابیں اور جدید علماء کرام کے تحقیقی مقالات
اور تصانیف و تراجم چھاپنے کا اہتمام کیا ہے، اور اس وقت اس شعبہ کی نگرانی ایک جید عالم دین
اور مشہور مبلغ عزیزی جناب مبشر احسن و انی المدنی صاحب کے ذمہ ڈالی گئی ہے اور الحمد للہ ان
کی نگرانی میں جمعیت کافی کتابیں چھاپنے میں کامیاب ہوئی ہے اور یہ کام بدستور ان کی
نگرانی میں قائم و دائم ہے، جس کے ثبت نتائج سامنے آرہے ہیں، ہر جانب سے جمعیت کو داد
و تحسین موصول ہو رہی ہے، حال ہی میں جمعیت اہل حدیث کا ایک فعال حلقة "حلقة لعل"

نام کتاب	طبعات	م	طبعات	م
حصن المسلم	دروس اللغة اول	16	2015	01
نورنی گلزاری	دروس اللغة دوم	17	2015	02
فرقه بندي	مسلمان کا عقیدہ	18	2015	03
احسن البيان	مسنون نماز	19	2016	04
الرقيق المختوم	دروس في التوحيد	20	2016	05
ناظرہ قرآن	جلسہ حدیث	21	2016	06
تحفہ حجاب (ط:2)	گلددستہ اسلام	22	2016	07
مسائل قربانی	ڈائری جمعیت	23	2016	08
تعارف جمعیت	سچا مسلمان	24	2016	09
اسلامی نکاح (ط:2)	راہ حق	25	2017	10
عهد و پیمان	اسلامی نکاح (ط:3)	26	2017	11
زاد الخطیب (جلد ۲)	تعارف جمعیۃ عربی	27	2017	12
معلم الاسلام اول	تحفۃ الحجاب (ط:3)	28	2017	13
معلم الاسلام دوم	اہل حدیث کا تعارف (یہ کتاب اس وقت پہلے با تھوں میں ہے)	29	2017	14
دروس في الفقة			2017	15

لٹریچر طباعت کے لئے منتظر ہے، لہذا صدقہ جاریہ کی نیت سے اسے منظر عام پر لانے کے
لئے ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں، جمعیت ان تمام علماء کرام، اہل خیر اور ماہرین کی ازحد
شکر گزار ہے جنہوں نے ان کتابوں کو برسر عام لانے میں کسی بھی قسم کا تعاون دیا ہے
جزاهم اللہ خیر الجزاء.

طالب دعا
مبشر احسن و انی المدنی
ناظم نشر و اشاعت جمعیت اہل حدیث جموں و کشمیر

تاثرات

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه وبعد
اہل حدیث میں وہ طائفہ منصورہ ہے، جسے ہر دور میں حق گوئی پر گوان گوں
مشکلات کا سامنا رہا ہے، نہ صرف غیروں بلکہ اپنوں کی طرف سے بھی وقتاً فوت قاس فرقہ
ناجیہ کو بہت کچھ سننا پڑا ہے، اور تاریخ اسلام کے طالب علم کے ہاں یہ چیزیں سنن اللہ فی
الأرض میں سے ہیں۔

علماء حق نے ہر دور میں اہل حدیثوں کے خلاف کی جانے والی منصوبہ بند
سازشوں کا منہ توڑ جواب دینے کی سعی حمیدہ انجام دی ہے، زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی
ایک کڑی ہے، جسے علامہ عبدالغفار السُّنْفِی صاحب نے سلیس اور مربوط مضامین کی شکل
میں آسان اور عام فہم انداز میں تائیف کیا ہے، پھر جمیعت کی طرف سے مولانا مبشر احسن
وانی، ہیر پورہ شوپیان /حفظہ اللہ تعالیٰ، نے اس کا مرابعہ کیا، جزاهم اللہ خیرا۔

اہل حدیثوں کے خلاف جو پروپیگنڈے کئے جاتے ہیں اس کتاب میں مؤلف
نے انکا جواب دے کر حق بات واضح کی ہے، مجھے امید ہے کہ اہل حدیثوں کے خلاف
اجاگر کئے جانے والے شہادت کی بیخ کنی کیلئے یہ رسالہ مفید ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

جماعت اہل حدیث جموں و کشمیر ایک دینی، تعلیمی، رفاهی اور دعویٰ تنظیم ہے، منجع
سلف کے مطابق توحید و سنت کی ترویج و اشاعت کرنا، علوم اسلامیہ اور عربی زبان کو فروغ
دینا، عقائد فاسدہ، بدعاوں اور رسومات قبیحہ کی اصلاح کرنا، عام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ

بازار سرینگر کا وفد زیر قیادت صدر حلقہ جناب عبدالرشید کریمی صاحب میرے دفتر میں چند
روز پہلے آیا، اور تحریری طور پر یہ تمبا ظاہر کی کہ جمیعت سے شائع ہونیوالی دو کتابوں کا مکمل خرچ وہ
اپنے حلقہ کی جانب سے ادا کریں گے، چونکہ انکی یہ تمبا جمیعت میں ایک نئی جہت کا آغاز ہے۔
میرے دور صدارت میں یہ پہلا حلقہ ہے جس نے اس طرح کے خیراتی کام کی بنیاد ڈالی، اللہ
اُن کی اس کاوش کو بول کر کے اُن کو جزائے خیر سے نوازے۔

ہمارے شعبہ نشر و اشاعت سے پچھلے پانچ سال سے مسلسل جمیعت سے وابستہ اہل
ثبوت کے نام یہ التجاء شائع ہوتی رہی کہ جمیعت کے پاس کافی لٹریچر موجود ہے جسے شائع
کرنے کیلئے آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہے، الحمد للہ آج گرچہ دیر سے ہی ہمیں حلقہ لعل
بازار سرینگر کا اس التجاپر لبیک کہنا اور آپ کے زیرِ مطالعہ کتاب کی طباعت کا پورا خرچ
برداشت کرنا، دوسروں کیلئے نیکی کی راہ ہموار کرنے کی سعی محمود ہے۔ جزاهم اللہ خیرا۔
میں جمیعت کے دوسرے ضلعی، تحصیل اور حلقہ ذمہ داروں سے بھی یہی توقع
رکھتا ہوں کہ وہ جمیعت کے پاس موجود شنسہ طباعت لٹریچر صدقہ جاریہ کی نیت سے منظر
عام پر لانے کے لئے ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں، جمیعت ان تمام علماء کرام، اہل خیر اور
ماہرین کی از حد شکر گزار ہے جنہوں نے ان کتابوں کو بر سر عام لانے میں کسی بھی قسم کا
تعاون دیا ہے جزاهم اللہ خیر الجزاء۔

خادم جماعت
غلام محمد بٹ المدنی
صدر جمیعت اہل حدیث جموں و کشمیر

عرض مراجع

اہل حدیثوں کے خلاف لوگوں کو اکسانا ہر دور میں اہل باطل کی کوشش رہی ہے، لیکن اہل حدیث علماء نے بھی ہر دور میں حق واضح کر کے ائمکے خلاف اجاگر کئے جانے والے شہادات کا جواب دیا ہے، چونکہ اہل حدیثوں کے بارے میں اکثر عوام الناس کو یہ کہہ کر گراہ کیا جاتا ہے کہ یہ ایک نئی جماعت ہے اور اس کا سابقہ ادوار میں کہیں کوئی وجود نہیں تھا، بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ اہل حدیث اہل سنت والجماعت میں سے نہیں ہیں۔ انہی اور ان جیسے دیگر کئی شہادات پر رد کیلئے مقتدر مؤلف نے یہ کتاب نہایت احسن اسلوب میں لکھی، جسے عوام الناس تک پہنچانا وقت کی اشد ضرورت تھی، چونکہ رقم نے اس کی نظر ثانی کی ہے، البتہ غلطیوں کا باقی رہ جانا ممکن ہے لہذا جو بھی ہمیں کسی غلطی پر نشاندھی فرمائے گا ہم اس کے شکر گزار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ شرف قولیت سے نوازے۔

تحریر

مبشر احسن وانی، ہیر پورہ شوپیان

غیر مسلموں کو بھی اسلام کے اصل پیغام سے آگاہ کرنا وغیرہ اس کے بنیادی اغراض و مقاصد میں شامل ہے، چوں کہ تالیف، تصنیف اور تحقیق کا میدان ان سارے اہداف کو پورا کرنے کا ایک اہم ذریعہ تصور کرتے ہوئے جمیعت نے دینی کتب شائع کرنے کا سلسلہ جاری و ساری رکھا ہے، جس کی تفصیل اسی کتاب میں جمیعت کے ناظم نشر و اشاعت محترم مولانا مبشر احسن وانی المدنی صاحب / حفظہ اللہ نے پیش کی ہے۔

میں جمیعت اہل حدیث جموں و کشمیر سے وابستہ علم دوست حضرات سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ جمیعت کے پاس موجود تشنہ طباعت لٹر پر کو منظر عام پر لانے کیلئے جمیعت کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں گے، چونکہ اللہ کے فضل اور اس کے بعد آپ ہی کے تعاون سے آج تک کئی علمی کام ہاتھ میں لئے گئے ہیں، جن میں سے چند ایک پائیں تکمیل تک پہنچے ہیں جبکہ چند ایک آپ کی راہیں تک رہے ہیں۔

جماعت اہل حدیث کو مستقبل قریب میں ”تاریخ جمیعت اہل حدیث جموں و کشمیر“ کی طباعت کا پروجیکٹ بھی زیر یغور ہے، جس کیلئے آپ کو آگے آنے کی ضرورت ہے، امید رکھتا ہوں کہ آپ اس پروجیکٹ میں بھی حسب سابقہ قلمے، قدے، درہمے، سخنے جمیعت کو اپنا تعاون پیش رکھیں گے۔ جزاکم اللہ خیراً۔

خیراندیش

ڈاکٹر عبداللطیف الکندری

ناظم اعلیٰ جمیعت اہل حدیث جموں و کشمیر

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَؤْمِنُ بِهِ وَنَنْتَوْكِلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ أَنفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مِنْ يَهْدِ اللَّهُ فَلَا مُضْلِلُ لَهُ وَمِنْ يَضْلِلُ
هَادِي لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّداً عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ:

فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهَدِيَّ هَدِيٌّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا، وَكُلُّ مَحْدُثَةٍ بَدْعَةٌ وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالٌ، وَكُلُّ ضَلَالٍ فِي النَّارِ.

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقْبِلَهُ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

[آل عمران: 102]

”اے ایمان والو! تم لوگ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے
اور تمہاری موت صرف اس حال میں ہو کہ تم مسلمان ہو۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يَصْلِحُ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ
وَيَغْفِرُ لَكُمْ ذَنْبَكُمْ وَمَنْ يَطْعُنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيمًا﴾ [الأحزاب: 70-71]
”اے ایمان والو! تم لوگ اللہ سے ڈرو اور درست بات کہ وہ تمہارے اعمال کو درست کر دے
گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے تو یقیناً اس
نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔“

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجًا
جَهَّا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا أَوْ نِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلَ عَنْهُ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ
اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النساء: 1]

”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا
بھی پیدا کیا، اور انہی دو نوں سے بہت سے مرد و عورتیں پھیلادیں اور اللہ سے ڈرو جس کے ذریعہ سوال
کرتے ہو، اور قریبی رشتہ داروں میں بھی اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر نگہبان ہے۔“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اسلام اللہ کا وہ بہترین اور پسندیدہ دین ہے جو قیامت تک ساری دنیا کیلئے رشد و ہدایت کا سبب ہے، وہی ذریعہ نجات ہے، رضاء اللہ کا سبب ہے، اس عظیم دین کا مرجع و مصدر اور اس کی بنیاد وہ وجہِ الہی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک امین فرشتہ حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ نازل کیا گیا جس کا اسم گرامی قرآن مجید ہے۔ اس قرآن مجید کی جو کچھ تفسیر و تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی اور اس کے فرمودات پر اپنا عملی نمونہ پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی فرمودات و ارشادات کا نام ”سنّت“ ہے۔ حقیقت میں انہی دونوں کے مجموعے کا نام ”اسلام“ ہے، ان دونوں سے الگ ہو کر اسلام کا تصور بیکار اور باطل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی میں پھرتا بیعنی اور ترق تابیعن کی زندگی میں انہی دو مجموعوں پر ان کی ساری عملی زندگی کا اختصار تھا، وہ ان دونوں سے ہٹ کر تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، ان کا سونا، جا گنا، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا، غرضیکہ زندگی کے تمام پیش آمدہ مسائل کے حل کا اختصار انہی دونوں مجموعوں پر تھا۔

اگر کبھی کسی قسم کا اختلاف پیدا ہوا تو فوراً انہی دونوں مجموعوں کی طرف رجوع کیا اور سارا اختلاف ختم ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ باہم متحدوں متفق تھے، بنیان مرصوص یعنی سیسیہ پلائی ہوئی دیوار تھے، انہیں کوئی جدا نہیں کر سکا، ان کے اندر نہ تو کوئی گروہ بندی یا جماعت بندی پیدا ہوئی اور نہ، ہی ان میں سے کسی نے اپنا الگ مذہب بنانے کی کوشش کی، وہ سچے مؤمن اور مسلمان تھے، وہ **﴿أطیعوا الله وأطیعوا الرسول﴾** [محمد: 33]

حدود میں رہ کر اپنے کارروان حیات کو آگے بڑھائے ہوئے تھے، اس سے ذرا بھی انحراف گناہ کبیرہ تصور کرتے تھے، ان کے اسی جذبہ اطاعت و فرمانبرداری کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

مگر حیف صد حیف! جب لوگوں میں ان دونوں مجموعوں سے دوری پیدا ہونے لگی، لوگ **﴿أطیعوا الله وأطیعوا الرسول﴾** [محمد: 33]

کے بجائے نفسانی خواہشات کے تالع ہونے لگے۔ تو مختلف قسم کی گروہ بندی اور جماعت بندی پیدا ہونا شروع ہو گئی اور اُمت ایک کے بجائے مختلف گروہوں اور جماعتوں میں بٹ گئی، اس کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ اختلاف و انتشار کا بازار گرم ہو گیا۔

تقریباً یہی حالات کم و بیش ہندوستان کے تھے، یہاں اسلام اگرچہ اپنی اصلی حالت میں پہنچا تھا۔ مگر مروایات کے ساتھ اپنی اصل شکل میں قائم نہ رہ سکا، بلکہ وقت کے راہبوں اور صوفیوں نے اپنے باطل افکار و نظریات کی آمیزش کر دی تھی، اس لئے ان کا اثر باقی رہنا ضروری تھا۔ لہذا اب اسلام بالکل تصرفانہ مزاج کا اسلام بن گیا تھا۔ مسلمان اپنے آپ کو مسلمان تو ضرور کہتے تھے لیکن اسلامی شعار سے کافی دور تھے۔ تو حیدر یعنی اللہ پرستی کے بجائے مزار پرستی، اولیاء پرستی ان کا اعتقاد تھا، مختلف قسم کی بدعتیں جنم لئے ہوئے تھیں، ایسے ناگفته بحالات میں یکید کے علماء حق ضرور پیدا ہوتے رہے اور حق کی طرف لوگوں کو بلا تے بھی رہے مگر باقاعدہ تنظیمی طور پر کوئی جماعت یا تحریک نہیں تھی۔

الحمد للہ بارہویں صدی میں ”تحریک شہیدین“، اٹھی تو جس کا مقصد ایک طرف احیاء اسلام اور احیاء سنّت تھا، تو دوسری طرف ملک کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد کرنا بھی

تھا، انہوں نے اپنے کردار عمل سے قرون اولیٰ کی یادتازہ کردی تھی، اس تحریک نے اپنی دعوت کا مرچع و مصدر صرف کتاب اللہ اور سنت رسول ہی قرار دیا تھا۔
الحمد للہ یہ تحریک ہزار پریشانیوں کے باوجود کافی حد تک کامیاب و کامران رہی، انگریزوں کو سب سے زیادہ خطرہ اسی تحریک سے تھا۔ اس نے اس تحریک کو ”وہابی“ کا لقب دے دیا تھا اور اس کا نظریہ تھا کہ جب تک یہ تحریک باقی رہے گی اس وقت تک اسلام کا مقابلہ بہت مشکل ہے، یہ تحریک اپنا سفر طے کرتی رہی، آخر کار 1906ء میں مدرسہ آرہ میں ایک سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں سینکڑوں علماء کرام نے شرکت فرمائی اس وقت مولانا ابراہیم سیالکوٹی نے ملک گیر کائفنس کے انعقاد کی تجویز پیش کی۔ چنانچہ ان تمام اکابرین کی موجودگی میں ”اہل حدیث کائفنس“ کی تشكیل عمل میں لائی گئی جس کے پہلے صدر استاذ الاسلام مولانا حافظ عبد اللہ غازی پوری رحمہ اللہ مقرر ہوئے اور ناظم اعلیٰ شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ امر تسری منتخب ہوئے۔

کائفنس کے مقاصد میں دوسرے امور کے ساتھ ساتھ تبلیغ و تدریس کا مشن بھی شامل تھا، چنانچہ اس کے تحت 22 عظیم الشان کائفنسیں پورے بر صغیر کے اہم مقامات پر منعقد ہوئیں تقریباً 66500 دینی کتابیں مفت تقسیم کی گئیں اور اس کی سرپرستی میں 88 مدارس و مکاتب کتاب و سنت کی تعلیم دیتے رہے۔

[پاک و ہند میں علماء اہل حدیث کی خدمات حدیث: ص 42]

مگر افسوس کہ مسلمانوں کا کچھ طبقہ ایسا ہے جس کا ایمان و یقین صوفیانہ نظریات و عقائد پر ہے۔ انہیں کب کتاب و سنت پر عمل پیرا ہونا پسند آ سکتا تھا؟ الہذا انہوں نے

شیدائیان کتاب و سنت کو دشمنان اسلام کے نام سے تعبیر کرنا شروع کر دیا، نوع ب نوع طنزیاتی القاب سے ملقب کرنے لگے، کبھی کہتے ہیں کہ یہ غیر مقلد ہیں، یہ وہابی ہیں۔ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ جماعت آج کی پیداوار ہے، اس کا کوئی خلفیات نہیں ہے، ماضی بعید میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے، یہ لوگ گستاخ رسول ہیں، اس کے علاوہ نامعلوم کن کن الزامات و اتهامات سے خطاب کرتے ہیں۔

حالانکہ قرآن مجید اور سنت صحیحہ کا طالب علم تعصب کا عینک اُتار کر صحیح بصارت و بصیرت استعمال کر کے یہی کہنے پر مجبور ہو گا کہ جماعت اہل حدیث ہی درحقیقت اسلام کا سرچشمہ ہے، دین کا منبع ہے، توحید و سنت کا مصدر ہے، اس کا ماضی انتہائی تابناک ہے، اس مسلک کے عظیم حاملین اور عظیم اسلاف کی علمی خدمات اور تجدیدی کارنا مے ایسے حقائق ہیں کہ نہ تو ان کے بارے میں دورائے ہو سکتی ہے اور نہ ہی ان کا انکار کیا جاسکتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی دین میں انحرافات اور اختلافات روئما ہوئے اس وقت اہل حدیث نے اپنا کلیدی کردار ادا کیا، اصلاح معاشرہ کی ہر ممکن کوشش کی، سماج کے سامنے کتاب و سنت سے مستنبط صحیح نظریہ پیش کیا، محدثات و بدعتات کے استیصال کیلئے جان و مال کے ساتھ جہاد بھی کیا۔

وہ اہل حدیث ہی ہیں جنہوں نے احادیث کے ذخیروں کو جمع کیا، صحیح وغیر صحیح کے درمیان تیز پیدا کی، ضعیف اور موضوع روایتوں کو الگ کیا، دوسرے فقهاء مذاہب کے مقابلہ میں سنت صحیح پر مبنی مسلک پیش کیا، بلکہ فقهاء کرام کو بھی اسی کی طرف دعوت دی۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور اہل حدیث دونوں ایک ہیں اور دونوں کا معنی و مفہوم

اہل حدیث کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

اہل کا لغوی معنی:	”صاحب، والا ہے۔“
حدیث کا لغوی معنی:	گفتگو، بات چیت۔
حدیث کا اصطلاحی معنی:	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، فعل، عمل اور تقریر۔
اب اہل حدیث کا معنی ہوا:	”حدیث والا۔“

اہل حدیث کا عام مفہوم:

اہل حدیث سے وہ لوگ مراد ہیں جو عقائد و عبادات اور اعمال و حکام میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹ مانتے ہیں، اور اس پر قائم رہتے ہیں اس میں کسی بھی قسم کی کمی و نیشی کو جائز تصور نہیں کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہر قسم کے شرک و بدعتات اور خرافات سے باز رہتے ہیں، خواہ دنیا کے کسی خطے کے رہنے والے ہوں اور ان کا نام پکھ بھی ہو، اہل حدیث کی صفات میں آ جاتے ہیں۔

ان کا دوسرا نام ”سلفی“ بھی ہے، یہ سلف صالحین کی طرف منسوب ہے اور سلف صالحین سے صحابہ کرام، تابعین اور تابعین مراد ہیں، جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب سے بہتر کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: ((خیر الناس قرنی، ثم الذين يلونهم ثم الذين يلوونهم))

[صحیح بخاری مع شرحہ فتح الباری: 11/542]

ترجمہ: ”سب سے بہترین میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہیں۔“

ایک ہی ہے، اہل حدیث اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ اسلام، اہل حدیث کوئی فرقہ نہیں بلکہ وہ مکمل اسلام سے عبارت ہے، کیونکہ اسلام کا مأخذ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ مسلک اہل حدیث بھی انہی دو بنیادوں پر قائم ہے، اب اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی کوئی جاہل اور متعصب ہم کو جید فرقہ یا وہابی کا لقب دے کر سواد اعظم سے ہم کو خارج کرتا ہے تو ہم اس کے سوا کیا کہ سکتے ہیں کہ:

گرنہ بیند بروز شرہ چشم
چشمہ آفتاب را ہچ گناہ

اس مختصر کتاب میں ہم نے یہی بتانے کی کوشش کی ہے کہ اہل حدیث کے کہتے ہیں ان کا عقیدہ دایمان کیا ہے؟ ان کا عقیدہ کتاب و سنت کے مطابق ہے یا نہیں۔

مجھے اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد قاری یہ محسوس کرے گا کہ حقیقت میں اسلام اہل حدیث ہی کے پاس موجود ہے اور حقیقی مسلمان کہنے جانے کی مستحق یہی جماعت ہے۔ وما تو فیقی إلا بالله علیہ تو کلت و إلیه أئیب.

ابو حماد عبد الغفار سلفی

مکرمہ

15 محرم الحرام 1424ھ

یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعین و تبع تابعین۔
انہیں ”محمدی“ بھی کہا جاتا ہے۔

”سلف صالحین“ میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کا عقیدہ عمل کتاب و سنت کے مطابق ہو، جیسے: ائمہ اربعہ، بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وغیرہم یعنی طبقہ محدثین، علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم وغیرہم، اس لفظ سے کسی خاص زمانہ یا وقت کے لوگ مراد نہیں ہیں بلکہ اس سے ہر وہ شخص مراد ہے جس کا عقیدہ عمل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو، جو ہر قسم کے شرک و بدعتات اور توهہات و خرافات سے نبور ہے۔



اصلی اہل سنت کون؟

درحقیقت یہی جماعت اصلی اہل سنت ہے؛ کیونکہ یہ لفظ و کلموں پر مشتمل ہے:

1- سنت 2- جماعت

سنت: سے وہ ہدایت مراد ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر مبعوث ہوئے تھے جس ہدایت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود قائم رہے اور جس پر صحابہ کرام قائم رہے۔
جماعت: سے وہ قوم مراد ہے جو کسی معاملہ میں جمع ہو جاتی ہو، یہاں پر اس سے صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین مراد ہیں، جو صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رہے، اور وہ لوگ مراد ہیں جو قیامت تک ان کے راستہ پر چلتے رہیں گے۔

لہذا ”اہل سنت والجماعت“ سے وہ لوگ مراد ہیں جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑے رہتے ہیں، جن کی پوری زندگی اتباع سنت صحیح پر قائم ہے۔ جو ہر قسم کی بدعتات و خرافات سے تنفر اور شرک و کفر سے کوسوں دور رہتے ہیں اور شریعت میں کسی بھی طرح کی کمی و بیشی کو جائز نہیں سمجھتے ہیں۔

مذکورہ بالاسطور میں آپ نے اہل سنت والجماعت کا مفہوم اچھی طرح سے سمجھ لیا، اب اسی مفہوم کی روشنی میں موجودہ دور کے مدعاوں ”اہل سنت والجماعت“ کا جائزہ لیں جو ہر قسم کی بدعتات و خرافات اور شرک میں ملوث ہیں، ان کے شب و روز کا مشغلہ شرک و بدعتات کو رواج دینا ہوتا ہے اور یعنی سنت سے ہمیشہ برس پیکار رہتے ہیں، خود رائے قائم کر کے اسی کی پیروی کرتے ہیں کیا وہ حقیقت میں ”اہل سنت والجماعت ہیں“ یا ”اہل

بدعت والخرافات۔

آپ خود سوچیں کہ جس کام سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے، اس کا مرتكب کیسے اہل سنت والجماعت ہو سکتا ہے؟ آج مزاروں اور درگاؤں پر جا کر ان سے مرادیں مانگنے والے، ان کے نام پر قربانیاں دینے والے، عرس منانے والے، چھلم کرنے والے، اپنے اور رب کے درمیان کسی قبر والے کو واسطہ بنانے والے، عیدِ میلاد الپنی (صلی اللہ علیہ وسلم کے جشن جلوش نکالنے والے) اور شب برأت منانے والے یہ سب کیسے اہل سنت ہو سکتے ہیں؟ جبکہ یہ سب کام بعینہ شرک و بدعت ہیں۔

مسائل کے استنباط میں اہل حدیث کا منبع

اہل حدیث کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جس کا ایمان و یقین تصورات و خیالات پر مبنی ہو، یا جو کسی فرد یا شخص کے قول یا رائے کو جلت مانتی ہو، بلکہ یہ وہ جماعت ہے جس کی بنیاد اور اساس صرف وحی الہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پچی اتباع ہے۔ مسائل کے استنباط میں اس جماعت نے وہی منبع اختیار کیا ہے جو صحابہ کرام کا منبع تھا۔

(سوال): اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا منبع کیا تھا؟ کیا انہوں نے وحی الہی کو چھوڑ کر کسی شخص کے قیاس یا رائے کو بنیاد بنا�ا، کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پچی اتباع کو چھوڑ کر کسی فرد کو پا مقتد امانا؟ کیا قرآن و سنت کو چھوڑ کر رائے اور قیاس پر اپنے مذہب کی بنارکھی؟

(الجواب): نہیں ہرگز نہیں؛ صحابہ کرام میں بڑے بڑے جلیل القدر محدث، فقیہ اور مفسر موجود تھے، مگر کسی کے اندر اتنی جرأت نہ ہوئی کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل کو چھوڑ کر کسی دوسرے شخص کے قول و عمل کو جلت تسلیم کریں۔ یہ ایک مسلم اور بدیہی امر ہے کہ صحابہ کرام رب ہونے کی حیثیت سے اللہ کی ذات پر اور رسول ہونے کی حیثیت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سچا ایمان رکھتے تھے۔ اس لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ نفوس قدسیہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی طرف مائل ہوں؟ ہرگز نہیں۔

جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با حیات رہے آپ سارے مسائل کا حل



پیش کرتے تھے، اور جب دین مکمل ہو گیا اور اللہ کی جانب سے اسلام کے سارے احکام کا بیان ہو چکا، اور یہ آیت کریمہ نازل ہو گئی: ﴿إِلَيْهِ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَّمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيَتُ لَكُمُ الْاسْلَامَ دِينًا﴾ [المائدة: 3]

”آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے، اور تمہارے اوپر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند فرمایا ہے۔“

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض سے یہ مبارک فرمان جاری ہو گیا: ((تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضْلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابُ اللَّهِ وَسُنتُّهِ)) [موطأ / امام مالک: 1874]

”میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رے جا رہا ہوں جب تک تم ان کو مضبوطی سے کپڑے رہو گے کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے: ”كتاب اللہ اور سنت“۔

تب جا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری پوری ہوئی اور اللہ نے انہیں رفق اعلیٰ سے ملایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بالکل اسی منیع پر قائم تھے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوڑا تھا، انہوں نے کبھی بھی کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہم کی رائے یا قیاس کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فوқیت نہیں دی۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرمانے کے بعد صحابہ کرام کے درمیان بڑے بڑے اختلافات رومنا ہوئے: مثلاً سب سے پہلا اختلاف یہ ہوا کہ اُمت کا امیر کس کو منتخب کیا جائے؟ انصار و مہاجرین میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ

امیر انہی میں سے ہو، لیکن جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنائے: ((قریش ولاة هذا الأمر)) [مسند الإمام أحمد / 19] اس امر کے والی قریش ہیں، تو اس حدیث نبوی کو سن کر سب لوگ خاموش ہو گئے اور سارے اختلافات ختم ہو گئے اور پورے اتفاق کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا۔ اگر صحابہ کرام حدیث نبوی پر عمل نہ کرتے اور اپنی اپنی رائے اور قیاس کو ترجیح دیتے تو نہ معلوم کیا سے کیا ہو جاتا۔ مگر یہ تو ان کا ایمان صادق اور حدیث نبوی کی اتباع تھی کہ اُمت بہت بڑے فتنہ و فساد سے نج گئی۔

دوسرا اختلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے القدس سے متعلق ہوا بعض کہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس میں مدفن کیا جائے، جہاں دیگر انبیاء کی قبریں ہیں۔ بعض کہتے تھے کہ لقیع میں اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مدفن کئے جائیں، اور بعض کہتے تھے کہ اپنی مسجد میں مدفن کئے جائیں۔ سب اپنی اپنی قیاس اور رائے کے مطابق مشورہ دیتے تھے؛ کیونکہ ان لوگوں کو اس بارے میں کسی حدیث کا علم نہ تھا، لیکن جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث نبوی سنائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ((ما قبض نبی إلا يدفن حيث قبض)) [سنن الترمذی: 1018، امام البانی نے اسے صحیح قرار دیا، نیز دیکھئے: تاریخ طبری: 3/213] ترجمہ: ”جس جگہ کسی نبی کی روح قبض ہوتی ہے وہیں انہیں مدفن کیا جاتا ہے۔“

تو یہ سن کر سارے کے سارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سچی اتباع کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی اپنی رائے اور قیاس کو واپس لے لیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

آپ کے مقام پر مدفن کر دیا گیا۔

اس کے علاوہ دیگر بہت سے واقعات ہیں جو شہادت دیتے ہیں کہ جب بھی صحابہ کے درمیان کوئی اختلاف پیدا ہوا تو حدیث نبوی سن کر سب خاموش ہو جاتے۔ یہ جذبہ اتباع ان کے اندر اس طرح راست اور مضبوط تھا کہ اسی جذبہ اتباع کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان فیض سے اس زمانہ کو سب سے بہترین زمانہ کے، بہترین لقب سے ملقب فرمایا، اور صرف یہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کا ہی نتیجہ تھا کہ رب العالمین نے ان تمام نفوس قدسیہ کے لئے اپنی رضا مندی ظاہر فرماء کر قیامت تک کیلئے قرآن مجید میں یہ آیت ثابت کر دی: ﴿ رضي الله عنهم ورضوا عنه ﴾ [البینة: 8] ”اللدان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔“

تحوڑی دیر کیلئے یہاں ایک عقلمند یہ سوچ سکتا ہے کہ ان کے اندر وہ کوئی عملی کردار تھا کہ جس کی بناء پر اللہ عز وجل ان سے راضی ہو گیا، اور انہیں دنیا میں جنت کی بشارت بھی دے دی۔ لیکن جب وہ ان کی عملی زندگی کا جائزہ لے گا تو وہ اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ وہ سب کے سب صرف اور صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا تھے، کسی کی رائے یا قول کو ہرگز نہیں لیتے تھے، الحمد للہ یہی منبع اور یہی طریقہ جماعت اہل حدیث کا ہے، یہ جماعت اس فرمان نبوی پر کلی طور پر قائم ہے کہ:

((فَإِنْ خَيْرُ الْحَدِيثُ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدِيِّ هَدِيٌّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مَحْدُثَاتُهَا وَكُلُّ مَحْدُثَةٍ بَدْعَةٌ، وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالٌ وَكُلُّ ضَلَالٌ لَّهُ فِي النَّارِ)) [صحیح مسلم]

ترجمہ: ”بے شک بہترین بات اللہ کی کتاب اور بہترین ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے اور برابرے امور نئی باتیں ہیں اور ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔“

عقیدہ سے لیکر اعمال تک کسی بھی مسئلہ کو دیکھ لجھے ہر ایک کی دلیل کتاب اللہ اور احادیث صحیح میں سے ملے گی۔ ہاں اگر کوئی مسئلہ ایسا ہے کہ اس کی دلیل کتاب و سنت میں صراحتہ موجود نہیں ہے تو آثار صحابہ میں دیکھے گی اور اگر وہاں بھی موجود نہیں ہے تو تابعین کے اقوال پر نظر کرے گی۔ اگر کوئی دلیل مل گئی تو خیر ہے ورنہ انہمہ اربعہ کے اقوال کی طرف رجوع کرے گی اور جو قول کتاب و سنت سے زیادہ قریب ہو گا اس کو لے لے گی۔ اب اس سے بڑھ کر ایک سچے مسلمان کے لئے اور کیا چاہیے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن و حدیث توہ فرقے کے لوگ مانتے ہیں پھر اہل حدیث کیلئے یہ خصوصیت کیوں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک شروع میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر فرقہ اور ہر جماعت بزمِ خود قرآن و سنت ہی کی پیروی کرتی ہے اور انہی کو اصول شرع اور واجب الاتباع قرار دیتی ہے، اور اپنے آپ کو سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کا قبیع نہیں مانتے۔ لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ حقیقت مکشف ہو جائے گی کہ سوائے الہمدادیت کے دیگر تمام فرقوں کے لوگ اپنے اپنے دعووں میں جھوٹے ہیں۔

ہم یہیں کہتے کہ اس جماعت کے علاوہ سارے فرقوں نے حدیث نبوی کو بالکل ساقط الاعتبار قرار دیا ہے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اہل حدیث کی طرح کسی فرقے نے حدیث نبوی کو رائے و قیاس اور اجتہاد و استنباط پر امتیازی فوقيت نہیں دی ہے۔ ہر ایک نے حدیث

کے صحیح ہونے کے باوجود اس کے تعلیم کرنے میں کچھ نہ کچھ چوں و چرا کیا ہے: کسی نے کہا: کہ یہ حدیث قیاس کے خلاف ہے، اور راوی (صحابی) کو غیر فقیہ کہہ دیا، کسی نے یہ کہہ کر حدیث کو ٹھکرایا کہ: یہ قرآن کے معارض ہے، کسی نے کہا: یہ عقل کے خلاف ہے، کسی نے یہ کہہ کر حدیث کو چھوڑ دیا کہ: ہمارے امام نے اس حدیث کو نہیں لیا ہے۔

غرضیکہ ہر ایک نے کوئی نہ کوئی بہانہ ڈھونڈنکالا جیسا کہ ہر فرقے کی کتب اصول سے ظاہر ہے، اور اپنی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنے کے بجائے غیروں کی طرف کر دی یا جیسے حنفی، شافعی، مالکی وغیرہ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک کے سامنے حدیث نبوی کے علاوہ کوئی باطنی چیز حائل ہے جو اسے حدیث تک پہنچنے سے روکے ہوئے ہے۔

لیکن اس کے برخلاف اہل حدیث نے نہ تو اپنے آپ کو کسی اور کی طرف منسوب کیا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی متابعت میں کسی کی رائے و قیاس کی موافقت کی شرط لگائی ہے، بلکہ بعینہ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتباع کرنے کا حکم دیا تھا، اور جس طرح صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی تھی۔ الحمد لله

اہل حدیث نے آیت کریمہ: ﴿يَا اِيَّاهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ﴾ [الحجرات: 1]

ترجمہ: ”اے مونو! تم لوگ اللہ اور اس کے رسول کے آگے مت بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہو“

پرکلی طور پر قائم رہ کر احادیث نبوی کی تفسیر و تشریح تصور کر کے اس کے

مطابق عملی زندگی کی بنیاد رکھی، اور اعتقاد اور عمل اذرا بھی حدیث نبوی سے تجاوز کرنا گورا نہیں کیا۔ صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے نہ تو کسی امتی کی مخالفت کی پرواہ کی اور نہ ہی کسی ضعیف حدیث پر اپنے استدلال کی بنیاد رکھی، اس کی شہادت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہر مذہب اور ہر فرقہ نے اپنے اپنے مذہب کے مخصوص مسائل کو مدون کیا، اور ان کتابوں کو اپنے مذہب کی بنیادی کتابیں قرار دیا، اور دوسرے مذاہب کی کتابوں کو دوسرے مذہب سے تعبیر کیا، لیکن اہل حدیث نے نہ تو مخصوص مسائل کو الگ کیا اور نہ ان میں تصنیف کر کے ان کتابوں کو اپنے فرقہ کی مخصوص کتابیں قرار دیا۔ بلکہ ان کی ساری جدوجہد اور ساری کوششیں احادیث کو جمع کرنے اور ان کی شرح و بیان پر صرف ہوئیں، انہوں نے اقوال الرجال کے بجائے اقوال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رواج دیا اور ایسی کتاب سے ہمیشہ الگ رہے جس میں حدیث نبوی کی مخالفت پائی جاتی ہو۔

ہمارے اس بیان پر کیا کوئی ہمیں یہ بتا سکتا ہے کہ اہل حدیث کی فلاں تصنیف ایسی ہے جو انہیں پر مخصوص ہے اور دیگر فرقے بھیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے اور باوجود حدیث نبوی کو اصول شرع تعلیم کرنے کے اس پر عمل نہیں کرتے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو اللہ کے فضل سے ہر سعادت مند صاحب عقل و دانش کو اہل حدیث کی طرف مائل کرے گا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم و تغییل جس طرح اس فرقے کی نظر میں ہے کسی اور کی نظر میں نہیں ہے۔ پس یہی چیز اہل حدیث کی امتیازی شان ہے جس نے ان کو حدیث نبوی کی طرف منسوب کرایا اور اس کا خادم خاص بنایا۔ دوسرے مسلمانوں کو اس سے کوئی خاص تعلق نہیں حتیٰ کہ اگر ان میں سے کسی نے

کے دائرے سے نکل کر شاہراہ محمدی پر آ جاؤ۔ [تاریخ اہل حدیث: 168]

مجھے حرمت ہے کہ ائمہ اربعہ کے زمانہ میں احادیث کے ذخیرے کتابی شکل میں جمع نہیں ہوئے تھے بلکہ اس وقت لوگ دین کو علماء سے بال مشافہ حاصل کرتے تھے، جس کو جس قدر علم تھا اس نے بتا دیا۔ لہذا اس وقت اختلاف کا پیدا ہونا ناگزیر تھا، اسی وجہ سے سارے ائمہ نے اپنے سچے ایمان کا ثبوت دیتے ہوئے یہ کہہ دیا تھا کہ: اگر میری کوئی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سے مکارا جائے تو میری بات کو دیوار پر مار دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو لے لو۔ لیکن آج الحمد للہ تقاسیر و احادیث کے ذخیرے و افرانداز میں موجود ہیں ہر ملک، ہر شہر اور ہر مدرسہ میں یہ ذخیرے کیثرت موجود ہیں تو آج کس غذر کی بناء پر احادیث صحیح کو ٹھکرایا جاتا ہے؟ کس بنیاد پر آیات و احادیث قرآنی کی غلط تاویلیں کی جاتی ہیں؟ کیا ان کے سامنے سے یہ فرمان الٰہی نہیں گذر رہا:

﴿وَمَنْ يُشَاقِي الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبَعُ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِهِ مَا تَوَلَّ وَنُصُلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ [النساء: 115]

ترجمہ: ”اور جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرتا ہے اور مومنین کے راستے کے علاوہ دوسرے راستے کی پیروی کرتا ہے تو ہم اس کو اسی راہ پر چلا کریں گے جس کو اس نے اختیار کیا ہے اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے، اور جہنم براثٹھکانہ ہے۔“

اب آپ خود غور کریں کہ کیا صحیح احادیث کو چھوڑ کر موضوع اور ضعیف روایتوں پر اپنے مزعم دین کی بنیاد رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہیں ہے؟

☆☆☆

کچھ احادیث جمع بھی کئے تو بس اپنے دائرہ کی حد بندی کے لئے، جو احادیث صحیح اپنے مذهب کے خلاف ملیں ان کی تاویل کر دیں اور اپنے مذهب کی تائید کے لئے احادیث ضعیفہ اور آشار موقوفہ کی ایسی بھرمار کردی کہ گویا ان لوگوں کے لئے جو علم حدیث میں فرد ماہر ہیں روایات کا دریا بھا دیا۔ یہی وجہ ہے؛ کہ حدیث نبوی کی اشاعت کثیر کے باوجود یہ لوگ علم حدیث میں کم ماهر ہے، إِلَّا مَا شاء اللَّهُ

اس حد بندی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو فرقہ یہ دعویٰ کرنے لگا کہ جب تک ہمارے مخصوص مسلک کو اختیار نہ کرو گے تب تک ہدایت یا ب نہ ہو سکو گے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کہا تھا کہ تم یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تو ہدایت پا جاؤ گے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقَالُوا كُونوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا﴾ [البقرة: 135]

اس کے برخلاف اہل حدیث بجا طور سے یہی کہتے رہے ہیں کہ اسلام ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے۔ لہذا صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانو، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم آجمین کا راستہ اختیار کرو اور حدیث نبوی کی اتباع کرو، جیسا کہ یہود و نصاریٰ کے جواب میں یہ وارد ہوا ہے: ﴿قُلْ بِلِ مَلَكِ ابْرَاهِيمَ حَنِيفًا﴾ [البقرة: 135]

ترجمہ: ”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے کہہ دو کہ (یہود و نصاریٰ کی پیروی نہیں) بلکہ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی کرو، جو حنیف (موحد) تھے۔“

جس طرح قرآن مجید نے یہود و نصاریٰ کو جواب دیا ہے، اسی طرح اہل حدیث بھی کہتے ہیں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو، غیر کی تقليد چھوڑ دو، غیر نبی کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم نہ کر کے نبی مصصوم کی اتباع کو اپنے اوپر لازم کرلو، مخصوص حد بندی

اس جماعت کا ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں، نہ ہی اس کا کوئی شبیہ ہے نہ ہی اس کا باپ ہے اور نہ لڑکا، اور نہ ہی بیوی ہے، نہ اس کا کوئی اول ہے نہ آخر، بلکہ وہی ذات واحد اول و آخر ہے۔

ان کا ایمان ہے کہ اللہ عزوجل عرش پر مستوی ہے لیکن استواء کی کیفیت کیا ہے یہ صرف اللہ کو معلوم ہے ہم اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اس نے انکی کیفیت نہیں بتائی ہے۔ ان کا ایمان ہے کہ اللہ ہی نے تنہا بغیر کسی شرکت کے تمام مخلوقات کو پیدا کیا اور وہی سب کاروباری رسال بھی ہے، وہ ذات انسانی و ساوس کو بھی اچھی طرح جانتا ہے۔

ان کا ایمان ہے کہ ہر چیز کیلئے اللہ کے یہاں ایک وقت متعین ہے جب وہ چاہے گا ہوگا، نہیں چاہے گا نہیں ہوگا۔ ہر چیز کا علم اللہ کو اس کے وجود سے پہلے سے ہے، جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا کرتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے، یہ سب امور اس کی مشینیت پر ہے۔

ان کا ایمان ہے کہ قیامت ضرور واقع ہوگی اور تمام لوگ قبر سے اٹھائے جائیں گے ہر ایک کو اس کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ إِنَّ السَّاعَةَ أَتِيهَا لَا رَيْبٌ فِيهَا وَ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ [الحج: 7]

ترجمہ: ”اور بیشک قیامت آئیوالی ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ قبر والوں کو اٹھائے گا۔

ان کا یہ بھی ایمان ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آئے گا اور لوگوں کے حساب و کتاب کیلئے فرشتے صفات بصف حاضر ہوں گے۔ امت محمد یہ میں سے ستر ہزار بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ یا ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے ہر وقت اور ہر معاملہ

اہل حدیث کے عقائد پر اجمالی نظر

عقیدہ پہچانے کا سب سے بہترین پیمانہ سلف صالحین و صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔

جنہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعت بنایا اور انہی باتوں کو ثابت کیا ہے جن کو خود اللہ عزوجل نے اپنے لئے ثابت کیا ہے اور جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کیلئے ثابت کیا ہے اور ان تمام باتوں کی نفی کر دی ہے جن کی نفی خود اللہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔

بعینہ یہی اعتقاد اہل حدیث کا ہے؛ یہی ان کا ایمان و لیقین ہے اور اس لیقین و ایمان کا اظہار وہ زبان سے بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی تنہا معبود برحق ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا معبود نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور وہ خاتم النبین ہیں۔

جماعت اہل حدیث کا ایمان اللہ وحدہ لا شریک پر ہے، اس کے تمام فرشتوں پر، تمام آسمانی کتابوں پر، گذشتہ انبیاء، یوم آخرت پر اور تقدیر پر ہے۔

جن اسماء و صفات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ثابت کیا ہے ان کو یہ جماعت ثابت کرتی ہے، البتہ نہ تو یہ ان کی کیفیت بیان کرتی ہے اور نہ ہی کسی سے تشییہ دیتی ہے۔ نہ ہی اس کی تردید کرتی ہے، اور نہ ہی اس میں تحریف کرتی ہے۔ بلکہ اسی طرح ثابت کرتی ہے جس طرح اللہ کے لائق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ كَمْثُلَهُ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [الشوری: 11]

ترجمہ: ”اس کے مانند کوئی نہیں ہے اور وہ سمع و بصیر ہے۔“

اچھے اور برے عمل کو لکھتے رہتے ہیں، اور ملک الموت اللہ کے حکم سے روح قبض کرتے ہیں۔ ان کا اس پر بھی یقین ہے کہ سب سے بہترین زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ ہے، پھر جوان کے بعد ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہرگز طعن و تشنج نہیں کرنا چاہیے۔ ان کا ایمان ہے کہ جہاد برحق ہے اور بادشاہ کی اطاعت واجب ہے جب تک وہ نافرمانی کا حکم نہ دیں۔

یہ جماعت بدعاں و خرافات سے باز رہتی ہے، ان کا نظر یہ ہے کہ ہر قسم کی بھلانی سلف صالحین کی اتباع میں ہے، اور ہر قسم کی برائی بدعاں و خرافات میں ہے۔



میں صرف اپنے رب پر توکل کیا تھا، انہی لوگوں میں عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

ان کا ایمان ہے کہ پل صراط پر لوگوں کا گزر ہوگا، ہر ایک اپنے اپنے اعمال کے حساب سے گزرے گا، جس کا عمل جس قدر اچھا ہوگا وہ اسی قدر تیزی سے گزرے گا، اور جس کا عمل کم ہوگا وہ آہستہ سے گزرے گا اور جس کا کچھ بھی نیک عمل نہ ہو گا وہ جہنم میں گرجائیگا۔

حوض برحق ہے امت محمد یہ اس سے سیراب ہوگی، لیکن جس نے دین کو بدل دیا ہے یا اس میں کمی بیشی کی ہے یا تبدیلی کی ہے وہ اس نعمت سے محروم ہوگا۔

ان کا ایمان و اعتقاد ہے کہ ایمان قول و عمل اور اعقاد کے مجموعے کا نام ہے۔ یعنی آدمی دل سے اللہ کی وحدانیت کا یقین رکھے، پھر اس یقین کا زبانی اقرار اور عملی مظاہرہ بھی ہو، نیز ایمان گھٹتا و بڑھتا ہے، طاعت و بندگی سے بڑھتا ہے اور معصیت و نافرمانی سے گھٹتا ہے۔

نیز اہل حدیث کے نزدیک عمل کی قبولیت کے لئے دو شرطیں ہیں:

1- یہ کہ عمل خاص اللہ کیلئے ہو 2- یہ کہ عمل سنت کے مطابق ہو۔

اگر ان دونوں شرطوں میں سے کسی ایک کی کمی ہے تو وہ عمل قبول نہ ہوگا،

اہل حدیث اہل قبلہ کو ان کے معاصی کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیتے، اگرچہ وہ گناہ کبیرہ کا مرتكب ہی کیوں نہ ہو، بلکہ اس کا ایمان رہتا ہے، اور اسی طرح فاسق و فاجر کا ایمان سرے سے ختم نہیں ہوتا ہے، بلکہ فتن و فجور کی وجہ سے ان کا ایمان کم ہو جاتا ہے۔

ان کا ایمان ہے کہ شہداء اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور اپنے رب کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

ان کا یہ بھی ایمان ہے کہ ہر ایک انسان کے پاس کرماً کا تبین ہوتے ہیں جو اسکے ہر

فاعبدون ﴿الأنبياء: 75﴾

ترجمہ: ”اور ہم نے تم سے پہلے جو بھی رسول بھیجے اس کی طرف اسی بات کی وحی کی کہ میرے علاوہ کوئی اور معبود نہیں لہذا تم لوگ صرف میری ہی عبادت کرو۔“

توحید ہی ہر سعادت کی اصل اور ہر بھلائی کی بنیاد ہے۔ آدمی علم میں کتنا ہی اونچا ہو جائے اور کتنی ہی اعلیٰ ڈگریاں حاصل کر لے، لیکن اگر اس کا علم اُسے اللہ کی طرف رہنمائی نہ کر سکے تو بیکار ہے۔ سعادت دارین اسی میں مضمرا ہے، یہی توحید اسلام کی اساس اور بنیاد ہے۔ یہی وہ پہلا زینہ ہے جس پر قدم رکھ کر انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے اور یہی وہ آخری اعتقاد و یقین ہے جس کے ساتھ انسان کو دنیا سے رخصت ہونا چاہئے؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ((من کان آخر کلامہ لا إله إلا الله دخل الجنة)) [أبو داؤد: 3116، امام البانی نے اسے صحیح قرار دیا] ترجمہ: ”جس کا آخری کلام ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا“

توحید ہی پہلا اور آخری فریضہ ہے، اسی سے ابتداء ہے اور اسی پر انہتا ہے، کوئی بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس کو تسلیم نہ کرے، اسی سے انسان جنت میں جائے گا اور اسی سے جہنم سے اسکونجات ملے گی۔

توحید کی تین قسمیں ہیں:

1- توحید الوهیت:

توحید الوهیت یہ ہے کہ معبد صرف اللہ ہے اس کا کوئی دوسرا شریک و ثانی نہیں ہے، لہذا عبادت صرف اللہ کی کی جائے، اس کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کیا

اہل حدیث اور عقیدہ توحید

توحید اور شرک کا مسئلہ سب سے زیادہ حساس مسئلہ ہے، اور عقیدہ توحید اسلام کا بنیادی رکن ہے، آدمی نماز و روزہ اور دیگر عبادات کا کتنا ہی زیادہ پابند کیوں نہ ہو، لیکن اگر عقیدہ توحید میں خلل اور فساد ہے تو اس کا سارا عمل باطل ہے۔

الحمد للہ اس وقت تمام اسلامی فرقوں میں جماعت اہل حدیث، ہی وہ تنہا جماعت ہے جس کے یہاں توحید بالکل اسی طرح قائم ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے، اس جماعت نے اس میں کسی قسم کی کمی بیشی، تحریف و تاویل، تخطیل و تفویض ہرگز نہیں کی ہے۔ اس جماعت کا ایمان توحید پر اسی طرح ہے جس طرح قرآن مجید میں توحید کا ذکر موجود ہے اور یہ جماعت کھلے عام اس کی دعوت بھی دیتی ہے۔ باقی دیگر فرقوں میں توحید کا تصور ہی کسی حد تک غائب ہے بلکہ انہیں صوفیانہ عقائد و نظریات کا رواج ہے اور انہوں نے اسی کا نام توحید رکھ لیا ہے۔

توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں اکیلا اور تنہا ہے، کوئی دوسرے کا شریک و سا جھی نہیں ہے۔ لہذا بندے کا حق ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات میں اکیلا اور تنہا مان کر صرف اسی ذات واحد کی عبادت کرے، اور عبادت کی تمام قسموں کو اسی کے ساتھ خاص کر دے، اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک و سا جھی ہرگز نہ بنائے۔

یہی عقیدہ توحید پہلے تمام انبیاء کی پہلی دعوت رہی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا﴾

عمل قبول کروں گا جو صرف میرے لئے خاص ہو، چنانچہ اسی چیز کا نام ”توحیدالوہیت“ ہے۔

2- توحیدربوہیت:

تو حیدربوہیت یہ ہے کہ اعتقاد و یقین ہو کہ تنہ اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے، مدبر ہے، مالک موت و حیات ہے۔ توحید کی یہ قسم ایسی ہے کہ اس کو سارے لوگ تسلیم کرتے ہیں حتیٰ کہ کفار مکہ بھی اس کو مانتے تھے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتُهُمْ مِنْ خَلْقِهِمْ لِيَقُولُنَّ اللَّهُ﴾ [الزخرف: 87]

”اگر آپ ان سے پوچھیں گے کہ ان کوں نے پیدا کیا ہے تو وہ خود یہی کہیں گے کہ ”اللہ نے۔“

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَمْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يَخْرُجُ الْحَىٰ مِنَ الْمَيِّتِ وَيَخْرُجُ الْمَيِّتُ مِنَ الْحَىٰ وَمَنْ يَدْبِرُ الْأَمْرَ فَسِيَقُولُونَ اللَّهُ إِفْلَا تَقْنُونَ﴾ [یونس: 31]

”آپ کہہ دیجئے کہ تمہیں آسمان اور زمین سے روزی کون دیتا ہے؟ کون ہے جو آنکھوں اور کان کا مالک ہے؟ اور کون مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے؟ اور کون معاملہ کی تدبیر کرتا ہے۔ وہ لوگ یہی کہیں گے کہ ”اللہ“ پس تم لوگ کیوں نہیں ڈرتے ہو۔“

آیت کریمہ پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے استفہامی اسلوب اختیار کیا ہے، اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جب تمہیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تنہ خالق و مالک اور رازق ہے، تو پھر تم اپنی ساری عبادتوں کو اس کے ساتھ کیوں نہیں خاص کرتے؟ کیوں عبادت میں اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بناتے ہو؟

اس سے معلوم ہوا کہ توحید کی صرف اس قسم کو تسلیم کرنے سے انسان موسمن نہیں

جائے، اسی طرح عبادت کی جتنی فسمیں ہیں مثلاً: دعاء، ذبح، نذر و نیاز، نماز، روزہ، حج، قربانی، صدقہ، زکوٰۃ، خوف و رجاء یہ سب خالص اللہ کیلئے ہی کی جائیں کسی دوسرے کی عبادت یا رضا اس میں شامل نہ ہو۔ دعا مانگی جائے تو صرف اللہ سے مانگی جائے، اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کیا جائے، ایسا ہر گز نہ ہو کہ اللہ سے بھی مانگے اور اس کے ساتھ کسی واسطہ کو بھی شامل کرے، اکثر دیکھا جاتا ہے کہ قبر والوں کو، اولیاء اللہ کو اسی طرح پکارا جاتا ہے جس طرح اللہ کو پکارنا چاہیے۔

پریشانی اور مشکل کے وقت اللہ کے بعض نیک بندوں سے مد طلب کی جاتی ہے، مثلاً کہا جاتا ہے کہ: ”یاغوث“ یا ”یاد شنگیر“ ہماری مدد کیجیے، ”یاعلیٰ“ ہماری مشکل حل کیجیئے۔ اس طرح کی چیزیں توحیدالوہیت کے منافی ہیں اسی طرح قیام، رکوع، سجدہ وغیرہ کی کوئی بھی حالت غیراللہ کے لئے جائز نہیں ہے۔ اسی طرح قبروں وغیرہ پر سجدہ کی بھی کوئی شکل جائز نہیں بلکہ قبر پر سجدہ شرک ہے، اسی طرح گیارہوں والے پیر کے نام کی نذر دی جاتی ہے، اور دیگر پیروں، ولیوں کے نام پر نذر و نیاز اور صدقے کئے جاتے ہیں یہ سب شرک ہیں۔ اسی قسم کے شرک میں مبتلا لوگوں کے طرز عمل کو قرآن نے یوں واضح فرمایا ہے: ﴿فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا لِشَرِكَائِنَا﴾ [الأنعام: 136]

”وہ لوگ بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ اللہ کیلئے ہے اور یہ ہمارے شریکوں کے لئے ہے۔“ گویا اللہ نے واضح کر دیا کہ جو بھی عبادت کرنی ہے یا جو بھی عمل پیش کرنا ہے وہ صرف اور خالص میرے لئے پیش کرو، اگر دوسروں کیلئے بھی کرنا ہے اور میرے لئے بھی کرنا ہے تو پھر سب کچھ دوسروں کیلئے کرو، میرے لئے کرنے کی ضرورت نہیں ہے، میں تو صرف وہ

حقیقت یہ ہے کہ اشیاء کے بارے میں انسانی علم مثالوں کا علم ہے، اس کے ذہن میں کسی کی ذات یا صفات سمجھنے کیلئے مثالیں موجود ہوتی ہیں جب کسی کا نام آتا ہے تو فوراً ذہن میں موجود مثال یا شکل سے اس کی بیان و کیفیت سمجھ لیتا ہے، یہ اصول مخلوق کیلئے صحیح تو ہو سکتا ہے، لیکن ذات باری کیلئے ہرگز صحیح نہیں؛ کیونکہ انسان اشیاء کو دیکھتا ہے یا ان کے بارے میں بیان کی بتائیں ہے تو فوراً اس کی ایک شکل بنا لیتا ہے، جبکہ اللہ کو کسی نے دیکھا نہیں ہے، بلکہ اس ذات بے عیب نے اپنی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ جو کچھ بیان کیا ہے وہ صحیح علم ہے اور اسی پر ایمان بھی ضروری ہے، عقلی علوم سے کام لینے والوں نے وحی کو چھوڑ کر اپنے قاعدوں سے اللہ کی ذات و صفات کو سمجھنے کی کوشش کی ہے جو کہ صریح جہالت و گمراہی ہے۔

اسی لئے سلف صالحین کے یہاں اللہ کے اسماء و صفات کے بارے میں واضح عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کیلئے جو نام اور صفتیں بیان کی ہیں، ہم انہیں اسی طرح تسلیم کرتے ہیں جس طرح اللہ کی ذات کے لائق ہے، اللہ کی ذات کے لائق کیا ہے؟ وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے، اللہ نے جتنا علم اپنے نبیوں اور کتابوں کے ذریعہ انسان کو دیا ہے میں علم کے حصول کا صحیح ذریعہ ہے۔ لہذا ہم تحریف و تمثیل و تعطیل نہیں کرتے، ہم اللہ کی صفات کو اسی طرح تسلیم کرتے ہیں جس طرح اس کی ذات کے لائق ہے۔ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ کی ذات اور صفات ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے۔

اثبات وثی میں بھی ہمارا منجھ وہی ہے جو کتاب و سنت میں بیان ہوا ہے، مثلاً:

ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی ساری عبادتوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہ کر دے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُشْرِكُون﴾ [یوسف: 106] ”اور ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے مشرک ہوتے ہیں“

3- توحید اسماء و صفات:

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے اسماء (ناموں) اور صفات میں بھی تن تنہا ہے اس کا کوئی شریک و سا جبھی نہیں ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحَسَنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا﴾ [الأعراف: 180]

”اور اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے اچھے نام میں لہذا تم لوگ اللہ کو نہیں ناموں کے ساتھ پکارو“

نیز فرمایا: ﴿وَلِهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

[الروم: 27] ”اور اللہ کیلئے اعلیٰ صفات میں آسمانوں اور زمینوں میں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔“

اللہ کی ذات ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے مخلوق کی کوئی صفت اللہ کی صفت جیسی نہیں ہے، اگر کسی دوسرے کی صفت اللہ کی صفت جیسی مانی جائے تو اللہ کیلئے نقص لازم آئے گا، اور یہ غلط ہے؛ اللہ کی ذات عظیم بنظیر و بے مثال ہے۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی جتنی صفتیں بیان کی ہیں وہ بغیر کسی کی دبیشی کے تسلیم کرنی چاہیے، کسی ایک کا بھی انکار نہیں کرنا چاہیے اور یہ اقرار کرنا چاہیے کہ اللہ کی تمام صفتیں اسی طرح ہیں جس طرح اس کی ذات کے لائق ہیں۔ فلاسفہ اور متكلمین نے اللہ کی صفات کو انسانی علوم کے دائرہ میں لا کر سمجھنے کی کوشش کی جبکہ اس کے اسماء و صفات کی صحیح جانکاری کیلئے ہمارے پاس صرف وحی الہی کا علم ہے۔

﴿لَيْسَ كَمُثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ [الشوری: 11]

ترجمہ: ”اس کے جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سخن والا جانے والا ہے۔“
ہم اللہ کے سمیع و بصیر ہونے کا اثبات کرتے ہیں لیکن اس بات کی نفی کرتے ہیں
کہ اس کا مثل کوئی ہے، ہم صفات الہیہ کا اثبات اسی طرح کرتے ہیں جس طرح کتاب
و سنت نے بیان کیا ہے مثلاً: ﴿فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السُّرُورَ وَأَخْفَى﴾ [طہ: 7] ”وہ پوشیدہ اور مخفی
بات کو جانتا ہے۔“

وہ علیم ہے اس کا علم ہر چیز پر حادی ہے۔ وہ ہر آن وہ حکمت کو جانتا ہے، وہ عرش پر
ہے، ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ اللہ رات کے آخری حصے میں آسمان دنیا پر آتا ہے۔ اللہ کلام کرتا
ہے، اللہ ہر حاجت مند کی دعا و پکار کو سنتا ہے، ہر چیز کو ہر وقت دیکھتا ہے، وہ پہلے بھی جانتا ہے
اور بعد میں جو کیفیت ہو، اسے بھی جانتا ہے، وہ قدرت رکھتا ہے اور اپنی قدرت سے جس چیز
کو جس طرح چاہے اور جب چاہے بدلتا ہے، وہ تدبیر کرتا ہے، ہر وقت ہر چیز کو جس طرح
چاہے چلاتا ہے، وہ زندہ کرتا ہے، مارتا ہے، بارش برساتا ہے، کھیتیاں اگاتا ہے، وہ حکم دیتا
ہے، اور بندوں کے اعمال کو بقول کرتا ہے۔

اللہ کی صفات کی دو قسمیں ہیں: ذاتی اور فعلی، اللہ کی ذاتی فعلی دونوں صفات
قرآن میں بیان ہوئی ہیں، مثلاً: اللہ کے ہاتھ ہیں، اللہ کا چہرہ ہے، اللہ کا علم، قدرت اور
ارادہ بیان ہوا ہے، اور فعلی صفات میں اللہ کا عرش پر مستوی ہونا، آسمان دنیا پر نزول فرمانا،
پیدا کرنا، رزق دینا وغیرہ بیان ہوا ہے۔

اللہ کی صفات کا انکار کرنے والے فرقوں مثلاً جہنمیہ وغیرہ نے اللہ کی ذاتی اور فعلی

صفات کا انکار کر کے تاویلیں کیں اور اللہ کے ہاتھ، ارادہ، استوانہ اور نزول کی نفی کی اور
اشاعرہ اور ماترید یہ نے بعض ذاتی و معنوی صفات کو مانا لیکن فعلی صفات کی تاویل کرڈا،
یعنی اللہ کے عرش پر ہونے کی تاویل کی۔

جبکہ سلف نے بغیر تاویل کئے تسلیم کیا کہ اللہ عرش پر ہے، کیونکہ قرآن کی متعدد
آیات میں صریحاً بتایا گیا ہے کہ اللہ عرش پر ہے، انہوں نے اللہ کی ذاتی اور فعلی صفات کا
اقرار کیا، جو صفات اللہ کی ذات کے لاائق ہیں ان کے ساتھ اللہ کو متصف کیا اور جو چیزیں
اللہ کی ذات کے لاائق نہیں ہیں مثلاً: انگلخنا، نیند کرنا، ان چیزوں سے اللہ کی ذات کو پاک
قرار دیا، اور ان سب کی بنیاد پر الہی کو بنایا۔

سلف نے اللہ کی تمام صفات کو مانا، کسی کا انکار نہیں کیا، انہوں نے اپنے آپ کو
اللہ کی شریعت کا پابند رکھا، عقل کے زور سے کسی کا رد نہیں کیا، اور نہ ہی عقل کی وسعتوں سے
کسی کا اقرار کیا، انہوں نے مثالوں کے منطقی نظریے کو اختیار نہیں کیا، اس لئے دونوں طرف
کی گمراہیوں سے نجٹ گئے۔ یہود نے اللہ کی صفات کا انکار کیا، الحاد کی بنیاد رکھی اور نتیجہ یہ ہوا
کہ تحریفات کے ذریعہ وہ اللہ کی شریعت کے با غنی ہو گئے، اور نصاری نے غلوکیا، مخلوق کو اللہ
کے مشاہرہ قرار دیا، عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا، اللہ کی مثل قرار دیا اور شرک کے مرتكب ہو کر
گمراہ ہو گئے اور اللہ کی شریعت کو بھول گئے۔

اسی طرح امت مسلمہ میں گمراہ فرقوں کی پھیلائی ہوئی گمراہیاں ہیں، جنہوں نے
صفات الہیہ کا انکار کیا اور تحریف و تاویل کا بازار گرم کیا انہوں نے شریعت اسلامیہ کی پیشتر
چیزوں کا انکار کر دیا، اور الحادی طریقے اختیار کر کے غیر اسلامی چیزوں کو رواج دیا یہ خاص

کیا اہل حدیث نیافرقہ ہے؟

آج مقلدین حضرات خواہ دیوبندی ہوں یا بریلوی بڑے زورو شور سے لوگوں کو یہ باور کرانے کی سمجھی ناکام کر رہے ہیں کہ اہل حدیث ایک نیافرقہ ہے، آج کی پیداوار ہے، لامذہب ہے، وہابی ہے، اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے..... لیکن آپ حقیقت کے آئینہ میں جھانک کر دیکھیں گے ان جھوٹ اور غلط دعووں کی حقیقت کیا ہے، تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ اہل حدیث جماعت ہی حق پر ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی فرد یا جماعت کو صحیح یا غلط اس کے عقیدہ و اعمال کی بنیاد پر ہی کہا جاسکتا ہے۔ اب آئے دیکھیں کہ عقیدہ و اعمال کے صحیح یا غلط ہونے کا معیار کیا ہے؟ کیا اسلام نے کوئی پیمانہ دیا ہے جس پر وزن کر کے یہ کہا جائے کہ یہ مذہب یا یہ فرد صحیح ہے اور یہ غلط ہے، اگر کوئی پیمانہ ہے تو وہ کونسا ہے؟ یقیناً آپ جواب میں یہی کہیں گے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اسلام کا معیار قرآن مجید اور احادیث صحیح ہیں اور یہی وہ پیمانہ اور معیار ہے جس پر وزن کر کے کسی کو صحیح یا غلط کہا جاسکتا ہے۔

اب آپ یہ دیکھیں کہ قرآن مجید نے کونسا عقیدہ دیا ہے اور کس عقیدے کی نفعی کی ہے۔ قرآن کی بنیادی تعلیمات کیا ہیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ عمل اور منہج کیا تھا؟ کیا وہ تقلیدی ذہن کے حامل تھے یا کسی ذات گرامی کے پیروکار تھے، اگر وہ کسی ذات کے پیروکار تھے تو وہ ذات گرامی کوئی تھی؟ ان تمام سوالات کے صحیح جواب ڈھونڈھنے کے بعد دیکھئے کہ جماعت اہل حدیث کے عقیدہ و منہج میں اور خیر القرون کے عقیدہ و منہج

یہود کا طریقہ ہے۔ اسی طرح دوسرے طبقہ کے لوگوں نے انبیاء اور اولیاء کو اللہ کی صفات سے متصف قرار دے کر شرکیہ عقائد کو عام کیا، بہت سے لوگوں میں یہ عقائد پھیلے ہیں کہ اللہ اور نبی میں کوئی فرق نہیں ہے، اولیاء بھی اللہ کا پرتو ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں، حاضر و ناظر ہیں، مختار کل ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں اور اعتقادات دین میں غلوکا نتیجہ ہیں، اس سے آج بھی شرک پھیلا ہے، جس طرح پھیلی اُمتوں میں پھیلا تھا۔



ہم تو الحمد للہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین پر ایمان لائے ہیں جو دین عقیدہ توحید ہے، جو شرک و بدعت سے پاک ہے، جس میں قبر پرستی ہے نہ مزار پرستی، نہ ہی مردوں کا واسطہ ہے نہ بدعاں و خرافات ہیں، وہ دین جو لوح محفوظ سے حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے تھے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھاتے تھے، یعنی ہمارا ایمان صرف قرآن و حدیث پر ہے۔ الحمد للہ ہمارے مذہب کی صداقت ہے کہ آئے دن ہمارے بے شمار بھائی جن کو اللہ توفیق دیتا ہے وہ اس میں داخل ہوتے جا رہے ہیں، علماء بھی داخل ہوتے ہیں اور عوام بھی۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب نے کسی فرقہ کی جدت و قدامت کے بارے میں بہت عمدہ فیصلہ تحریر کیا ہے یہاں بطور اختصار عرض ہے، وہ فرماتے ہیں:

کسی فرقے کی جدت و قدامت معلوم کرنے کیلئے تین باتوں پر نظر کرنی چاہئے:

1- اس کے منسوب الیہ کو دیکھیں کہ اس کا وجود کب سے ہوا۔ یہ ایک بدیہی امر ہے کہ اہل حدیث کا منسوب الیہ حدیث نبوی ہے اور ظاہر بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور تقاریر کا نام حدیث ہے، اور یہ سب آپ کی حیات مبارکہ ہی میں صادر ہوئے ہیں۔ لہذا اہل حدیث اپنی نسبت اسی حدیث کی طرف کرتے ہیں اور یہ بھی متعین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صرف کتاب اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی، ہی پیروی تھی نہ تو کسی کی رائے پر عمل تھا اور نہ ہی کسی کے قیاسی اصول پر شرعیات کی بنارکھی جاتی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص واجب الاتّابع ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ اب قرآن مجید تو وہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

میں کوئی مطابقت ہے یا نہیں؟ اگر مطابقت ہے اور یقیناً ہے تو اس جماعت کی ابتداء بھی وہیں سے ہے۔ اس حقیقت کے باوجود اہل حدیث کولامذہب کہنا اس بات کا ثبوت ہے کہ قائل خود جھوٹا اور فربتی ہے۔

قارئین کرام! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے گزشتہ صفحات میں اس جماعت کے عقیدہ و مسلک کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنی بستی، اپنے قرب و جوار میں رہنے والے امدادیوں کو دیکھا ہو گا کہ ان کے یہاں نہ مزار ہے نہ درگاہ، نہ قبر پرستی ہے، نہ عرس و میلہ، نہ شرک و بدعت ہے۔ ان کے گھر میں صرف قرآن و حدیث ہے، ان کے مدارس میں انہی دو مصادر کی تعلیم دی جاتی ہے، وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، ارکان اسلام کو بالکل اسی طرح ادا کرتے ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا تھا۔ اب آپ خود بتائیں کہ وہ مسلمان ہیں یا نہیں؟ وہ مذہبی ہیں یا ملامذہب، آپ یقیناً کہیں گے کہ وہی حقیقت میں مسلمان ہیں۔

مسلمان بھائیو! جماعت اہل حدیث کولامذہب اس لئے کہا جا رہا ہے کہ وہ نہ تو کسی امتی کی تقلید کرتی ہے، نہ ہی وہ شرک و بدعت میں مبتلا ہے، وہ درگاہ پرستی اور مزار پرستی کو شرک بھجتی ہے، عرس و میلہ نہیں مناتی ہے، اپنے اور رب کے درمیان کسی کو واسطہ نہیں بتاتی ہے، شب برأت یا عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مناتی ہے اگر یہ سب خرافات اور شرک و بدعاں نہ کرنے کی وجہ سے اسے لامذہب کہا جا رہا ہے تو ہمیں یہ قبول ہے کہ ہم اس مذہب کو باطل قرار دیتے ہیں؛ کیونکہ اس کا قرآن و حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ تمہیں مبارک ہو۔

کے اقوال و افعال ذخیرہ حدیث کی شکل میں موجود ہیں اور یہی ہمارا دستور العمل ہے، اسی بنیاد پر اہل حدیث حدیث نبوی کو پنا منسوب الیہ قرار دیتے ہیں۔

اہل حدیث کے علاوہ جتنے فرقے ہیں چونکہ ان کے پیشو ا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وجود میں آئے اس لئے وہ فرقے جدید ہیں اور حقیقت میں انہی لوگوں نے دین واحد میں فرقہ بندی کی اور ایک امت کو کئی فرقوں میں تقسیم کر دیا۔

2- یہ کہ اس فرقے کے امتیازی اصول و مسائل کو دیکھا جائے کہ آیا یہ اصول صاحب شرع کے مقرر کردہ ہیں یا اس کے بعد کسی دوسرے نے ان سب کو یا ان میں بعض کو وضع کیا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ جس جماعت کے امتیازی اصول و مسائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ ہوں گے وہ جماعت دراصل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو گی اور جس فرقے کے امتیازی اصول و مسائل کسی امتی کے مقرر کردہ ہوں گے وہ فرقہ ایک خاص فرقہ ہونے کی حیثیت سے آپ کی طرف حقیقی معنی میں منسوب نہیں ہو سکے گا بلکہ اس کی نسبت اس شخص کی طرف ہو گی جس نے اس کے اصول و مسائل وضع کئے ہیں۔

چونکہ اہل حدیث کا اصل اصول کتاب اللہ اور سنت صحیح ہیں اس لئے وہ علی روئے الا شہاد کہنے میں بجا ہیں کہ ہماری ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ہے، کیونکہ ہمارا کوئی عقیدہ یا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوانہ ہو یا عصر صحابہ میں اس پر عمل نہ ہوا ہو، ہمارا ظاہر و باطن کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہے۔

3- یہ کہ تاریخی طور پر اس فرقہ کے اصول و خصوابط کو دیکھا جائے گا کہ ان پر عمل کب

سے شروع ہوا ہے۔ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عصر صحابہ میں ان اصولوں پر عمل تھا یا نہیں۔ یہ اس لئے کہ اسلام ایک عملی مذہب ہے اور اس کا علم بھی عمل سے متعلق ہے، صرف قولی نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری نبی ہیں اور صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علم و عمل حاصل کرنے والے ہیں، اگر تاریخی طور پر یہ ثابت ہو جائے کہ یہی اصول و مسائل زمانہ نبوی میں مسلم تھے تو اس کے تبعین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں موجودگی لازمی امر ہے، ورنہ نیا فرقہ ہونا یقینی ہے۔ لیکن الحمد للہ یہ بدیہی امر ہے کہ انہی اصول و مسائل پر عہد نبوی میں عمل تھا۔ عصر صحابہ اور عصر تابعین و تبع تابعین میں بھی اسی پر عمل تھا اس کے علاوہ کسی دوسرے کو وہ تصور نہیں کر سکتے تھے: ﴿اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أُولَيَاء﴾ [الأعراف: 03]

”تم لوگ اس بات کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تھارے رب کی جانب سے نازل ہوئی ہے اور اس کے علاوہ کسی دوسرے اولیاء کی پیروی مت کرو۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث کوئی نیا فرقہ یا جماعت نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی سے اس کا وجود ہے۔ فللہ الحمد والشکر۔

[تاریخ الہدیث: ص 121]



کیا دنیا میں اہل حدیث کا وجود ہے؟

گز شیخ صفات میں واضح انداز میں اہل حدیث کا تعارف، ان کے عقائد و اعمال اور ان کے منجع کے متعلق تفصیلی بحث کی گئی ہے، اس کے باوجود اگر کوئی سوال کرے کہ اہل حدیث کہاں ہیں؟ اور عام مسلمانوں کے درمیان ان کی پہچان کیا ہے؟ تو بہت اختصار کے ساتھ اس کا جواب عرض کئے دیتا ہوں کہ:

”اہل حدیث وہی لوگ ہیں جن کی صفت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے اور ایسی علامت بتلائی ہے جو سورج کی طرح واضح ہے شرط یہ ہے کہ تعصب اور نفاسانیت اور تقلید کا چشمہ اُتار کر کر اپنے آس پاس دیکھا جائے۔ ان شاء اللہ ضرور نظر آجائیں گے۔“
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين حتى يأتي أمر الله وهم ظاهرون)) [رواه البخاري: 7311]

”میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے (یعنی قیامت آجائے) تو وہ اس وقت بھی دوسرے لوگوں پر غالب رہیں گے۔“

صحیح مسلم میں یہ اضافہ ہے: ((لا يضرهم من خذلهم حتى يأتي وعد الله وهم كذلك))-[مسلم: 1920]

”جو کوئی اس گروہ کو بدنام کرنے کی کوشش کرے گا وہ اس کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا وعدہ (دنیا کے نہ ہونے کا) آجائے گا اور وہ اسی حالت پر رہیں گے (یعنی وہ ہمیشہ غالب رہیں گے)۔“

ان مبارک توجیہات و ارشادات کی روشنی میں اس جماعت کی ظاہری پہچان یہ ہے:

-1 یہ جماعت اپنے عقیدہ و اعمال میں انہی اصولوں پر قائم ہے جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی تھی اور آپ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن پر عمل پیرا تھے، اس میں ذرا بھی کمی و بیشی کو جائز تصور نہیں کرتے، اس کا ظاہر و باطن عین سنت کے مطابق ہے، جبکہ دوسری جماعتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح طریقہ کو چھوڑ کر لوگوں کی آراء و نظریات پر عمل کرتی ہیں۔

-2 یہ جماعت ہمیشہ موجود ہی ہے صحابہ کرام کے زمانہ سے لے کر آج تک اور قیامت تک باقی رہے گی، یہ جہاں بھی ہیں اتباع سنت کے لئے مشہور ہیں، جبکہ دوسری جماعتیں جیسے حنفی، شافعی وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھیں، ان کا وجود بہت بعد میں ہوا۔

-3 یہ لوگ سلف صالحین کے عقیدہ پر قائم ہیں اور سلف صالحین سے مراد صحابہ کرام، تابعین اور تابع تابعین وغیرہ ہیں ان کے عقائد باقاعدہ علماء کی کتابوں میں موجود ہیں جیسے امام احمد، امام بخاری، ابن ابی عاصم، امام دارمی، عبداللہ بن احمد، ابن خزیمہ وغیرہم کی کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ جبکہ دوسری جماعتیں جیسے حنفی حضرات مختلف قسم کے شرک وبدعات میں ملوث ہیں۔

-4 یہ جماعت توحید پر قائم ہے، ہر قسم کے شرک وبدعات اور خرافات اور خیالات وتوہمات، صوفیانہ طریقوں سے پاک ہے۔ نہ تقبوں کا طواف کرتی ہے، نہ ہی ان کا مسح

اہل حدیث کی خصوصیات

- 1 اہل حدیث کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق و سلوک غرضیکہ تمام معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معین کردہ ہدایت پر گامزن ہیں۔
- 2 ہر ایک مسئلہ میں خواہ وہ علمی ہو یا عملی ہو حق کی تلاش ہوتی ہے اور حق ان کے نزدیک وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے قول کے موافق ہو اس کے مخالف نہ ہو۔
- 3 اس جماعت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اس کی دلیل ڈھونڈتی ہے کہ آیا اس عمل کا ثبوت قرآن و سنت صحیح سے ہے یا نہیں ہے، اگر ہے تو اسے لازم پکڑتی ہے اور اگر کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے تو اسے دیوار پر مار دیتی ہے۔
- 4 نصوص کی مکمل پیروی کرتی ہے اور نصوص سے کتاب و سنت صحیح کے نصوص مراد ہیں۔ اگرچہ وہ نصوص کسی کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے؛ کیونکہ کتاب اللہ پر عمل ہی دراصل اللہ کی فرمان برداری ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیح کی پیروی ہی دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ اب جو شخص اپنی عقل یا قیاس یا کسی کی رائے کی وجہ سے نصوص کو ٹھکرایتا ہے تو اس پر اطاعت و فرمان برداری کا اطلاق نہیں ہوگا، بلکہ وہ مخالف نصوص کے زمرے میں آجائے گا۔
- 5 اس کی سب سے بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ کسی حدیث پر عمل کرنے سے پہلے اس حدیث کی صحت وضعف پر نظر کرتی ہے کہ آیا وہ حدیث صحیح ہے یا نہیں، اگر صحیح ہے تو عمل کرتی

کرتی ہے، نہ ان سے کسی قسم کی امیدیں وابستہ رکھتی ہے، نہ ان کے نام پر نذر و نیاز کرتی ہے، نہ ہی ان کا واسطہ لیتی ہے، نہ آثار کے پیچھے پڑتی ہے، نہ ہی غیر اللہ کو پکارتی ہے، نہ مُردوں سے فریاد کرتی ہے، نہ ہی قبروں پر قبہ وغیرہ بناتی ہے، نہ ہی عید میلاد النبی یا دیگر بدعتی مجلسیں منعقد کرتی ہے، جبکہ دوسری جماعتوں میں یہ ساری خرابیاں موجود ہیں۔

-5 یہ جماعت شعائر دین پر کامل طرح قائم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ان کی نماز ہوتی ہے، منکرات و فواحش کے پیچھے نہیں پڑتے اور نہ ہی بدعاں و خرافات کے قریب جاتے ہیں۔ یہ جہاں بھی ہیں علی الاعلان حق واضح کرتے ہیں، توحید و شرک کی وضاحت کرتے ہیں، امر بالمعروف اور نبی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

آج الحمد للہ یہ جماعت اپنے مختلف ناموں کے ساتھ دنیا کے ہر گوشہ میں تقریباً موجود ہے مثلاً ہندوستان، پاکستان اور بگلہ دیش میں اہل حدیث کے نام سے، مصر و سوڈان میں "انصار السنۃ المحمدیہ" کے نام سے، شام میں "اہل حدیث والاثر" کے نام سے مشہور ہیں، سعودی عرب میں یہ جماعت سب سے واضح انداز میں موجود ہے۔



ہے اور اگر ضعیف ہے تو اسے چھوڑ دیتی ہے؛ کیونکہ بعد کے لوگوں نے بہت سی حدیثیں گھٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر علم اور بغیر ثبوت کوئی بات کہنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ((من حدث عنی بحدیث یروی أنه كذب فهو أحد الكاذبين)) [رواہ مسلم فی المقدمة: 8/1] ”جس نے میری طرف منسوب کر کے کوئی بات بیان کی اور وہ بات چھوٹ معلوم ہوتی ہے تو قائل جھوٹا ہے۔“

نیز انہوں نے یہ بھی فرمایا: ((كفى بالمرء إثماً أن يحدث بكل ما سمع)) [مسلم فی المقدمة: 10/1]

”آدمی کے گنہگار ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ جو کچھ سنے اسے بیان کرتا پھرے۔“

لہذا جب تک حدیث پایہ ثبوت کونہ پہوچے اور صحت کے شروط اس میں موجود نہ ہوں وہ حدیث ظن مرجوح کے قبیل سے ہو گئی اور ظن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِيَاكُمْ وَالظَّنْ فِإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ)) [مسلم: 2563] ”گمان سے پچوکی نہ ظن و مگان یہ جھوٹی بات ہے۔“

ظاہری بات ہے کہ شریعت ایک حقیقت ہے اور حقیقت کی بناء ظن و مگان پر نہیں رکھی جاسکتی بلکہ اس کی بناء انتہائی محکم اور ٹھوس ہونی چاہئے، الحمد للہ امت میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جن کو اللہ نے ایسی صلاحیت عطا کی تھی کہ وہ احادیث کی چھان بین کر سکیں، اس کے ضعف کا پتہ چلا سکیں، صحیح اور غیر صحیح کے درمیان تمیز پیدا کر سکیں اور یہ سب انہی محدثین کرام کی مختتوں کا ثمرہ ہے کہ آج احادیث نبویہ صاف و شفاف شکل میں ہمارے پاس

موجود ہیں۔ انہوں نے ضعیف و موضوع اور مراسیل تمام روایتوں کو صحیح روایتوں سے الگ کر دیا، ضعیف اور موضوع پر مشتمل مستقل کتابیں مکتبات میں موجود ہیں۔ لہذا اب ہمارے لئے کوئی عذر نہیں ہے کہ ہم حدیث کو کیسے پہچانیں کہ صحیح ہے یا غیر صحیح، بلکہ فوراً ان ذخیروں کو دیکھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا صحیح ہے۔

6- وہ عادات و تقالید یا رسم و رواج کے پیچھے نہیں پڑتے ہیں بلکہ جو بھی طریقہ کتاب اللہ اور سنت صحیح کے خلاف ہوا سے چھوڑ دیتے ہیں، اسی طرح کسی بھی عالم یا مفتی کا قول اگر کتاب و سنت صحیح کے خلاف ہے تو اس کو بھی چھوڑ دیتی ہے۔ ان کا نظریہ ہے کہ اگر کوئی حق واضح ہو جانے یا حق جاننے کے باوجود بھی غلطی پر مصر ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ حقیقت سے اعراض کر رہا ہے، اس کی نیت میں اخلاق نہیں ہے، وہ خیر القرون کے رستے سے ہٹا ہوا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ عقیقہ کرنا سنت ہے اور یہ سنت احادیث صحیح سے ثابت ہے اور اس پر عمل بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ سے اب تک چلا آ رہا ہے، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس کو جاہلی طریقہ بتایا ہے، امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا، نہ یہ (عقیقہ) سنت ہے اور نہ واجب، بلکہ یہ بدعت ہے۔ [المجموع شرح المذهب للنبوی: 8/447]

اب سنت صحیح کے واضح ہونے کے بعد کہ عقیقہ سنت ہے اگر کوئی امام ابوحنیفہ کے اس قول پر عمل کرتا ہے تو گویا اس کو حق کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ وہ متعصب ہے اسے صرف اپنے امام کی بات چاہیے، خواہ وہ کتاب و سنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔



زہد و تصوف کے بارے میں اہل حدیث کا نظریہ

جیسا کہ ہم گذشتہ صفحات میں واضح کرچکے ہیں کہ اہل حدیث کا منجھ اور طریقہ کار کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس سے زیادہ کا تصور ضلالت و گمراہی کا سبب ہے۔ لہذا یہ جماعت انہی عبادتوں کو تسلیم کرتی ہے جو مذکورہ مصوروں میں موجود ہیں اور وہی طریقہ عبادت تسلیم کرتی ہے جو سند صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اس حقیقت کے بعد جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عہد صحابہ کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں ہمیں صرف مسلمانوں کیلئے مومن و مسلم کا لفظ ملتا ہے، نہ وہاں تصوف تھا اور نہ ہی اس کا مردجمہ طریقہ کار، بلکہ یہ سب بعد کی پیداوار ہیں۔

ہاں اسلام نے عبادت کا جو تصور پیش کیا ہے اس کو اگر دائرہ میں رہ کر ادا کیا جائے مثلاً فرائض خمسہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اوامر کی بجا آوری اور نوہی سے اجتناب مکمل طرح موجود ہو، شریعت نے جو حقوق معین کئے ہیں ان کا پاس و لحاظ ہو، مختصر یہ کہ کتاب و سنت کی پیروی بد رجہ اتم موجود ہو، ان تمام کی ادائیگی پر اگر کوئی شخص ایسے آدمی پر صوفی کا اطلاق کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ اگر کسی نے زہد و عبادت سے چھٹ کر دنیا سے انقطاع کر لیا اور گوشہ نشین ہو گیا تو جاہل لوگ اسی کو صوفی اور ولی اللہ کہنے لگے اور بعد میں یہی اولیاء اللہ لوگوں میں مطاع اور حاجت روایتی سمجھے جانے لگے۔ اس طرح شریعت کے مقابلہ میں ایک نئے دین یعنی ”طریقت“ کی بنیاد پڑ گئی، اور رفتہ رفتہ لوگ اس طریقت کو اس قدر



اہمیت دینے لگے کہ اسلام کی صاف و شفاف اور روشن تعلیمات اور شریعت کی ہدایت اور واضح طور طریقے لوگوں کے ذہنوں سے بالکل فراموش ہو گئے۔

اللہ کی رضا کے بجائے اولیاء اللہ کو راضی رکھنے اور ان سے حاجتیں طلب کرنے کا جذبہ پیدا ہو گیا، جس کے نتیجہ میں نوع ب نوع بدعات و خرافات نے جنم لے لیا۔ مثلاً: نیاز، فاتحہ، چڑھاوا، بجاوا، عرس و گیارہواں وغیرہ جیسے شرکیہ اعمال کا اسلامی سماج میں روانج پڑ گیا، پھر بعد میں لوگ ان ساری خرافات ہی کو اصل دین سمجھنے لگے، ان سے روکنے والوں کو حقیر نگاہوں سے دیکھنے لگے، ان کو فریتک کہہ ڈالا گیا، ان سے سلام و کلام، رشتہ منا کھت تک بند کر دئے گئے، یہ ہے اس تصوف کا انجام کار، ظاہری بات ہے کہ ان تمام خرافات یا تصوف انہ نظریات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جس طریقہ عبادت کا اسلام میں تصویر نہ ہواں کو اہل حدیث کیسے تسلیم کر سکتا ہے۔

بر صغیر کی سیاست میں اہل حدیث کا مثالی کردار

گزشتہ اوراق میں آپ نے اہل حدیث کے وجود اور اس کے اعتقادی و منجی نظریات کا تفصیلی مطالعہ کیا، اب آئے دیکھیں کہ برصغیر میں علمی و فکری، واسطائی اور سیاسی میدان میں ان کا کردار کیسا ہے۔ چونکہ یہ موضوع بہت تفصیل طلب ہے اس کا ہر موضوع ایک مستقل کتاب چاہتا ہے مگر میں انہائی مختصر انداز میں ان موضوعات پر ملکی روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا تاکہ قارئین کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ جماعت حقہ صرف اعتقادات و نظریات ہی تک محدود نہیں رہی ہے بلکہ اس نے ہر میدان میں علی منہاج النبوة کا کردار پیش کیا ہے۔

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہے تقریباً تیرہویں صدی ہجری اور انیسویں صدی عیسوی کا زمانہ برصغیر کے مسلمانوں کیلئے ہر اعتبار سے زبردست پریشانیوں کا زمانہ تھا۔ اس وقت ہر اعتبار سے خواہ دینی ہو یا مدنی، سیاسی ہو یا اقتصادی، لوگ تنزلی و پستی کے عمیق غار میں گرے ہوئے تھے۔ ان حالات سے متاثر ہو کر اللہ کے کچھ عظیم اور نیک بندوں نے قوم کی رہنمائی کا پیڑا اٹھایا جن میں سید احمد شہید بریلوی اور مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

یہ پاک طینت لوگ اجتماعی طور پر میدان عمل میں نکلے اور پورے ملک میں پھیل گئے، ان کی باقاعدہ ایک تحریک تھی جس کا مقصد محض یہ تھا کہ مسلمان شرک و بدعت سے دور ہوں، ہندو اور رسم و رواج جو کہ ان میں رچ بس گئے تھے، اس سے بالکل کنارہ کش

ہو جائیں، اور اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی کو استوار کریں، عقیدہ عمل میں پختگی کے ساتھ ساتھ نماز و روزہ کی پابندی کریں۔ دوسرا مقصد اس عظیم تحریک کا یہ تھا کہ اس ملک سے سامراجی اقتدار کو بالکل ختم کر دیا جائے، چنانچہ ان عظیم مقاصد کے حصول کیلئے بھرپور جدوجہد کی اور برصغیر میں ایک تہلکہ برپا کر دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس ملک میں احیاء دین کی یہ پہلی باقاعدہ تحریک تھی جس کا بنیادی مقصد خالص کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشر و اشاعت اور پھر اسی کے ذریعہ مسلمانوں کو دعوت جہاد دے کر انگریز اقتدار کو ختم کرنا تھا۔

7 رب جمادی الآخر 1241ھ بمطابق 17 جنوری 1924ء کو امیر مجاہدین سید احمد بریلوی کی قیادت میں پہلا قافلہ روانہ ہوا یہ قافلہ تقریباً پانچ چھ سو گازیوں پر مشتمل تھا، جو نبھی اس مختصر قافلے نے آزاد مرکز میں پڑا اور کیا سکھوں کی فوج مقابلے کے لئے نکل آئی اور جنگ کیلئے چینچ کیا، شیر دل مجاہدین نے انہائی خندہ پیشانی سے اس چینچ کو قبول کیا اور لڑائی کا سلسلہ شروع ہو گیا، چونکہ حالات ہنگامی تھے اور نظم و ضبط برقرار رکھنے کیلئے اور مفتوحہ علاقوں کا انتظام سنبھالنے کیلئے ایک نظام حکومت کی ضرورت تھی۔

چنانچہ 13 رب جمادی الآخر 1242ھ بمطابق 10 جنوری 1925ء کو ایک اکثریت علماء کرام پر مشتمل تھی اور جہاد کی زمام قیادت انہی کے ہاتھ میں تھی۔ علماء کرام میں مولانا محمد اسماعیل دہلوی، مولانا عبدالحکیم، مولانا کرامت اللہ جو پوری، مولانا سید اولاد حسن قنوجی، مولانا ولایت علی عظیم آبادی، مولانا سید احمد علی رامپوری۔ غرض یہ کہ بہت سے اصحاب فضل و کمال اور اہل علم اس جماعت میں شامل تھے جو حضن اعلاء کلمۃ اللہ اور ملک سے

انگریز کے اقتدار کو ختم کرنے کیلئے میدان میں اترے تھے۔ لیکن حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ میدان بالاکوٹ میں سکھوں سے مقابله کرنے کی وجہ سے سید احمد بریلوی اور مولانا محمد اسماعیل دہلوی اور دیگر بہت سے علماء کرام کو جام شہادت نوش کرنا پڑا۔

معمر کہ بالاکوٹ کے بعد بھی مجاہدین خاموش نہیں رہے بلکہ ہمیشہ انگریزوں کے خلاف جہاد کرتے رہے کیونکہ مجاہدین کی تحریک ایک منظم تحریک تھی جو تقریباً پوری ایک صدی تک انگریزوں کے خلاف لڑتی رہی ان کو کبھی سکون سے نہیں رہنے دیا تھا کہ ان کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں۔ الحمد للہ تحریک شروع سے آخر تک علماء کرام پر مشتمل رہی اور اس کا خیر میں تعاون دینے والے بھی اہل حدیث تھے۔

1885ء میں آل انڈیا کا انگریزیں معرض وجود میں آئی یہ مسلمانوں اور ہندو کی مشترکہ سیاسی جماعت تھی اس میں علماء اہل حدیث نے بھرپور حصہ لیا، اور اپنے اپنے علاقوں میں بعض اہم منصب پر فائز بھی رہے۔ مولانا عبد القادر منصوری 1930ء سے 1935ء تک پنجاب کا انگریزیں کمیٹی کے صدر رہے، مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ نے 1929ء سے 1946ء تک اس صوبے کی کانگریزیں کمیٹی کی زمام صدارت کو سنبھالے رکھا۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی پنجاب کا انگریزیں کمیٹی کی ورکنگ کمیٹی کے رکن تھے۔ مولانا عطا اللہ حنفی رحمہ اللہ صاحب فیروز پور شہر کی کانگریزیں کمیٹی کے نائب صدر تھے۔ مولانا ابو القاسم بنarsi اور مولانا عبدالوہاب آروی رحمہ اللہ اسی نقطہ فکر کے حامل تھے۔

غرض یہ کہ بر صغیر کے بہت سے اہل حدیث علماء کی واپسی کانگریزیں کے ساتھ رہی اور سیاست میں انہوں نے وہی را اختیار کی جو مولانا ابوالکلام آزاد کی تھی۔ اس کیلئے

انہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور ہر تکلیف کو خنده پیشانی سے گوار کیا۔ 1906ء میں مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا تو اہل حدیث علماء نے اس پلیٹ فارم پر بھی خدمات انجام دیں۔ پہلی جنگ عظیم کے اختتام کے بعد 1919ء میں آل انڈیا خلافت کمیٹی قائم ہوئی اس میں بھی علماء اہل حدیث نے بھرپور حصہ لیا۔ بعد میں بعض وجوہ کی بناء پر خلافت کمیٹی دو حصوں میں تقسیم ہوئی تو پنجاب کی خلافت کمیٹی (جس کے صدر مولانا محمد علی جوہر پنجابی تھے) وہ صرف اہل حدیث حضرات پر مشتمل تھی جسے وہ وہاں کی جماعت قرار دیتے تھے۔

1919ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا سید داؤد غزنوی کی دعوت پر امرتسر میں ہندوستان کے علماء کرام کا اجتماع ہوا، جس میں ان دونوں بزرگوں کی تجویز سے جمیعت علماء ہند کا قیام عمل میں آیا، یہ بر صغیر کے اہل علم و فضل کی بہت بڑی تنظیم تھی، اس میں کثیر تعداد میں علماء اہل حدیث شامل تھے۔ مثلاً: مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابراہیم سیالکوٹی، مولانا سید داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محمد حنفی ندوی، مولانا عبدالجید سوہراوی، مولانا عطاء اللہ حنفی، مولانا محمد جونا گرھی، مولانا عبد القادر منصوری، مولانا ابوالقاسم بنarsi، مولانا عبدالوہاب آروی، مولانا محمد علی لکھنؤی، مولانا محی الدین احمد منصوری، ان کے علاوہ مزید بے شمار علماء نظام شامل تھے۔

1946ء میں جمیعت علماء اسلام قائم ہوئی۔ اس کے پہلے صدر مولانا شبیر احمد عثمانی اور نائب صدر مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی تھے، اس کا پہلا اجلاس لکھنؤ میں ہوا تھا، اہل حدیث علماء کرام نہ صرف اس میں شامل تھے بلکہ اس کے بانیوں میں سے تھے، بہر حال

قصہ بہت طویل ہے۔ اس کیلئے مستقل تصنیف چاہئے۔ علماء کرام نے اس موضوع پر تفصیل سے قلم انٹھایا ہے جسے دیکھا جاسکتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ چشم کائنات گواہ ہے کہ تحریک جہاد ہو یا آزادی ہند کا مرحلہ ہو، قادری جعلی نبوت کا تعاقب ہو یا تحریک شدھی کا انسداد، کشمیر، کپور محلہ اور مغلپورہ ایجی ٹیشن ہو یا مسئلہ شہید گنخ، مدح صحابہ کی تحریک ہو یا اصلاح رسول کا پروگرام، آئینی جنگ ہو یا فرقگی سامراج کے خلاف بغاوت یا تحریک پاکستان غرضیکہ بر صغیر میں جو بھی تحریک انٹھی اس کی نوک پک سنوارنے اور اس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں علماء اہل حدیث نے ہمیشہ ہراول دستے کا کام کیا ہے **فَلَلَهُ الْحَمْدُ وَالشَّكْرُ**۔



دعوت و اصلاح میں اہل حدیث کا منبع و کردار

اہل حدیث کوئی ایسا گروہ یا فرقہ نہیں ہے جس کا منع و مرجع امت کا کوئی فرد ہو بلکہ یہ وہ اصلاحی تحریک ہے جس کا اصول ﴿مَا أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ [الحشر: ۷۰] پر قائم ہے۔ اس تحریک کا منع و مأخذ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے؛ یہی وجہ ہے کہ بر صغیر میں جب بھی کوئی نیافتنہ انٹھا خواہ وہ فتنہ سیاسی ہو یاد یعنی ہواس جماعت نے ڈٹ کر اس کا مقابلہ کیا۔ بر صغیر کے مسلمانوں میں جب شرک و بدعت عام ہوا، قبر پرستی اور مزار پرستی کو اسلام سمجھا جانے لگا، اسلامی نام جیسے: عبد اللہ، احمد، محمد سے لوگ بیگانہ ہونے لگے، نفس پرست علماء نے بادشاہ وقت کی سرخوئی حاصل کرنے کیلئے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنا شروع کر دیا۔ ہندو و انہ اعتقدات اور رسم و رواج رگ رگ میں بسایا جا رہا تھا۔

ان پُرآشوب حالات میں یہی وہ تحریک ہے جس نے کتاب و سنت کو اپنا منبع بنا کر شرک و بدعت کے خلاف آواز بلند کی، بارہویں صدی ہجری میں سید احمد بریلوی رحمہ اللہ اور مولانا اسماعیل شہید دہلوی رحمہ اللہ اُٹھے، مولانا اسماعیل نے شرک و بدعت کی مخالفت کی، برسوں سے فقہ حنفی نے سکھ جمار کھا تھا، احادیث میں سے صرف مشکوہ شریف اور مشارق الانوار بطور تبرک پڑھایا جا رہا تھا۔ مولانا نے اس فرسودہ طریقہ کو مٹا کر کتاب و سنت کو بے باکانہ انداز میں عام کیا، اسی موقع پر انہوں نے ”تقویۃ الایمان“ لکھ کر لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کی ہدایت کا اور عقیدہ تو حید سیکھنے کا سامان مہیا کر دیا۔ اسی پر

بس نہیں بلکہ اس جماعت نے مذاہب باطلہ سے بھی مکملیا، عیسائیت، مرزا بیت، بہائیت، وہائیت، آریہ سماج، ہندو مت اور رافضیت کیخلاف تاریخی کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جب مرزا غلام احمد قادریانی کا فتنہ اٹھا تو ہندوستان میں مولانا محمد حسین بیالوی وہ پہلی شخصیت تھے جنہوں نے ان کی زبردست گرفت کی، اس کی تحریر و تقریر اور باطل دعوے کا زبردست تعاقب کیا تھی کہ اس کو کافر قرار دینے اور ملت اسلامیہ سے خارج کرنے کیلئے اس کیخلاف تکفیر کا فتویٰ بھی دیا۔ پھر اس کی تصدیق کیلئے پورے ہندوستان میں چھ ماہ مسلسل گھوم پھر کر مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کے فتاویٰ کی حمایت حاصل کی، اور آپ کی کوششوں سے ہزاروں علماء نے مرزا غلام احمد قادریانی کو خارج از اسلام قرار دیا۔ اسی طرح جب مشہور آریہ سماج سوامی دیانت نے ”ستیارتھ پر کاش“ نامی کتاب میں قرآن پر اعتراضات کئے تو اسی اہل حدیث عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اس کے جواب میں ”حق پر کاش“ لکھ کر قرآن مجید کی عظمت و بزرگی کا لوہا منوالیا۔ اسی طرح جب بدجنت آریہ سماج راج پال نے ”رنگیلار رسول“ نامی کتاب لکھ کر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ اوصاف اور صاف و شفاف سیرت کو اغدار کرنا چاہا تو اس وقت بھی یہی، مولانا امرتسری نے ”مقدس رسول“ لکھ کر اس ملعون اور بدطینت کا منہ توڑ جواب دیا، اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والہانہ عقیدت و محبت کا اعلیٰ ثبوت پیش کیا۔ اسی طرح جب مرزا غلام احمد نے ان سے یک طرف طور پر اشتہار کے ذریعہ مبالغہ کی دعوت دی اور اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی کہ: ”یا اللہ میں ثناء اللہ کی تکذیب و تردید سے تنگ آ گیا ہوں۔ اگر تیرے نزدیک میں سچا ہوں تو سچے کی زندگی میں ثناء اللہ کو ذلت کی موت عطا کرو اگر

ثناء اللہ سچا ہے تو مجھے ذلت و رسوائی کی موت سے دوچار کر دے۔“
دنیا جانتی ہے کہ اللہ نے سچ کی زندگی میں جھوٹ کو عبر تاک موت دی، یعنی 1908ء میں مرزا غلام احمد قادریانی پر انڈ و ٹھروڈا ہوا حمدیہ بلڈنگ میں اپنے ایک عزیز کے گھر میں مرض اسہال میں بیتلہ ہو کر لیٹرین میں جا کر گرا، جبکہ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری مارچ 1948ء کو سرگودھا میں فوت ہوئے۔

اسی طرح جب انکار حدیث کا فتنہ اٹھا اور کچھ نفس پرست اور دینار و درہم کے غلام جیسے عبداللہ چکڑالوی، فرشی احمد دین امرتسری، رفیع الدین ملتانی، تمنا عماری، اسلم جیرا جبوری، چودھری غلام احمد پرویز، ڈاکٹر غلام جیلانی برق، اور اسی قبیل کے دوسرے لوگوں نے علی الاعلان حدیث نبوی کا انکار کر دیا۔ تو اسی تحریک کے علماء کرام نے ان کا منہ توڑ جواب دیا، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بر صغیر میں علماء اہل حدیث نے دعوت و تبلیغ، ارشاد و توجیہ، تصنیف و تالیف، بحث و مناظرہ، ترکیب نفس اور اصلاح باطن کے سلسلے میں کتاب و سنت کو تبلیغ بنا کر وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے اور وہ مخلصانہ جدوجہد بروئے کار لائی کہ رہتی دنیا تک ہم ان پر فخر و ناز کر سکتے ہیں۔ وہ کون سی صنف علم ہے اور وہ کون سا علمی دینی، تبلیغی، اصلاحی اور سیاسی میدان ہے جہاں ہمارے عظیم اسلاف نے اپنے نقوش ثبت نہ کئے ہوں۔ الحمد للہ ہر ہرمیدان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے علماء اہل حدیث کو قیادت و پیشوائی اور برتری عطا فرمائی ہے، بلکہ ہم اپنے عظیم اسلاف کے عظیم علمی اور ملی کارناموں کو دیکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں۔

اولنک آبائی فجئنی بمثلهم إذا جمعتك يا جرير المجامع

نام سے عربی میں سات جلدیوں میں تفسیر لکھی۔ اسی طرح ”ترجمان القرآن“ کے نام سے پندرہ جلدیوں میں اردو میں لازوال تفسیر لکھی۔ اصول تفسیر اور طبقات مفسرین کے موضوع پر ”الإكسير في أصول التفسير“، لکھی۔ مولانا شاء اللہ امرتسری نے ”تفسیر القرآن بکلام الرحمن“ لکھ کر ایک ایسا تخلیل پیش کیا جو ”القرآن“ یفسر بعضہ بعضاً ”کا آئینہ دار ہے۔ اسی طرح مولانا امرتسری نے ”بیان الفرقان علی علم البیان“ عربی میں اور ”تفسیر ثنائی“ کے نام سے اردو میں آٹھ جلدیوں میں قرآن کی بہترین تفسیر لکھی۔ ڈپٹی نذری احمد نے قرآن مجید کا بامحاورہ اردو میں ترجمہ لکھا۔ مولانا سید احمد حسن مرحوم نے ”احسن الفوائد“ کے نام سے قرآن کریم کا حاشیہ لکھا۔ پھر ”احسن التفاسیر“ کے نام سے بہترین تفسیر لکھی۔ مولانا محمد جونا گڑھی نے تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ ”تفسیر محمدی“ کے نام سے لکھا۔ مولانا حافظ محمد ابراہیم سیالکوٹی نے (488) صفحات پر مشتمل سورہ الفاتحہ کی تفسیر لکھی۔ مرزا غلام احمد قادریانی نے جب ”انی متوفیک“ سے ممات مسح ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی تو مولانا سیالکوٹی نے دو خیم جلدیوں میں ”شهادۃ القرآن“ کے نام سے محققانہ کتاب لکھی، جس کا آج تک مرزا ای جواب نہیں لکھ سکے۔

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے ”ترجمان القرآن“ کے نام سے تفسیر لکھی۔ مگر افسوس کہ مکمل نہیں ہو سکی صرف سورۃ الفاتحہ سے سورہ مومنوں تک ہے۔ کئی صفحات پر مشتمل سورۃ الفاتحہ کی الگ تفسیر لکھی۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے سورۃ یوسف کی تفسیر ”الجمال والكمال“ کے نام سے لکھی۔

کتاب و سنت کی خدمت میں اہل حدیث کا مثالی کردار

جب یہ بات متعین ہے کہ اس تحریک کا نصب اعین اور اس کا مصدر و مأخذ کتاب اللہ اور سنته رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو ظاہر ہے کہ ان کی خدمت، ان کی تشریح و توضیح اور ان کا پرچار بھی اس تحریک کا اولین فریضہ ہے اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ماں میں بر صغیر میں اس تحریک کے جیالوں اور شیدائیوں نے ان دونوں مصادر و مأخذ کی قبل رشک خدمات انجام دیں، بلکہ نہ ہی صرف ان دونوں بلکہ تمام اصناف علم میں لازوالی اور غیر فانی نقوش ثبت کئے ہیں۔ میں یہاں تمام اصناف علم پر توجہ نہیں کر سکتا البتہ قرآن و حدیث سے متعلق ان کی خدمات کا مختصر ذکرہ ضرور کروں گا۔

جب بر صغیر میں نام نہاد ملاوں اور مسند نشینوں نے قرآن مجید اور اس کی پاکیزہ تعلیمات کو چیتائیں کر رکھ دیا تو اس وقت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے ہندوستان کی سرکاری زبان کو ملحوظ رکھتے ہوئے فارسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ پیش کیا۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادوں شاہ عبدالقدار اور شاہ رفیع الدین نے بامحاورہ اردو میں ترجمہ پیش کیا۔ شاہ عبدالقدار نے ”موضع القرآن“ نام سے اردو میں قرآن مجید کی پہلی مختصر تفسیر لکھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے صحیح انداز میں قرآن مجید کے معنی و مفہوم کو سمجھنے کیلئے ”الفوز الكبير“ کے نام سے علم اصول تفسیر کو وجود بخشنا۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ”تفسیر عزیزی“ کے نام سے قرآن پاک کی تفسیر لکھی۔ سید نواب صدیق حسن خان نے ”فتح البیان فی مقاصد القرآن“ کے

یہ علماء اہل حدیث کی تفسیری خدمات کا مختصر خاکہ ہے، اس کے علاوہ مزید تفسیریں موجود ہیں مگر طوالت کی خاطر انہی مختصرات پر اکتفا کرتا ہوں، اس سے ایک صاحب بصیرت اندازہ لگاسکتا ہے کہ علماء اہل حدیث کیسے تھے اور ان کی علمی خدمات کتنی محققانہ ہیں جس طرح علماء اہل حدیث نے قرآن مجید کی علمی خدمات انجام دی ہیں اسی طرح احادیث نبویہ کی بھی بے نظیر و بے مثال خدمات ہیں، جن کی بدولت پورا ہندوستان قال اللہ و قال الرسول کی دلوار صداؤں سے گونج اٹھا، جا بجا درس حدیث کی مندیں بچھ گئیں۔
اب آئیے دیکھیں کہ حدیث کے سلسلے میں ان کی خدمات کیا ہیں:

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے "فتح الوصول إلى اصطلاح حدیث رسول" ، "الحطہ في ذکر صحاح ستة" ، "الرحمۃ الهداء الی من يريد زيادة العلم على احادیث المشکوہ" ، "مسک الختم شرح بلوغ المرام" ، فارسی میں "فتح العلام شرح بلوغ المرام" ، عربی میں "الروض البسام فی ترجمة بلوغ المرام" عربی کے علاوہ دیگر محدثانہ کتابیں اور شرح حدیث لکھیں۔

مولانا شمس الحق ڈیانوی نے "النجم الوهاج شرح مقدمہ الصحيح لمسلم الحاج" ، "عون المعبد شرح سنن أبي داؤد" ، "غاية المقصود شرح سنن ابو داؤد" ، "هدیۃ اللوعی بنکات الترمذی" ، "التعليق المغنی شرح دارقطنی" ، "اعلام اہل العصر فی أحكام رکعتی الفجر" ، فضل الباری شرح ثلاثیات البخاری" ، "المکتوب اللطیف الی الشریف" ، "تعليقات علی سنن النسائی" ، عربی زبان میں لکھ کر حدیث کی فاضلانہ خدمت انجام دیں۔

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے "تحفة الأحوذی" کے نام سے سنن ترمذی کی شرح لکھی "أبکار المنن فی تنقید آثار السنن" بھی آپ کا علمی شاہ کار ہے، مولانا عبد الوہاب دہلوی نے "مشکوہة المصایب" پر عربی میں حاشیہ لکھا، مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی نے "نصب الرایۃ فی تخریج الہدایۃ" لکھی، شاہ ولی اللہ نے "المحضی شرح الموطا" فارسی میں لکھی اور "المسوی فی شرح الموطا" عربی میں لکھی، علامہ شمس الحق ڈیانوی نے "عون المعبد شرح سنن أبي داؤد" لکھی۔

مولانا شرف الدین دہلوی نے "تخریج آیات الجامع الصحيح للبخاری" لکھی، حافظ عبداللہ غازی پوری نے "مقدمة صحيح مسلم" لکھی، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی نے "سواء الطريق" چار جلدیں میں عربی میں لکھی، مولانا محمد رفیع الدین شاکرانوی نے "رحمۃ الودود علی رجال سنن أبي داؤد" لکھی، مولانا شرف الدین دہلوی نے سنن ابن ماجہ کے چند ابوبکر کی شرح عربی میں لکھی۔

سید احمد حسن عرشی قتوجی اور ڈپی سید احمد حسن دہلوی نے بھی عربی میں "بلوغ المرام" کی شرحیں لکھیں۔ ریاض الصالحین کا حاشیہ اور اردو ترجمہ مولانا سید عبدالاول غزنوی نے کیا۔ مولانا عبد التواب ملتانی نے "صحیح بخاری" کے آٹھ پاروں کا اردو میں ترجمہ لکھا۔ مولانا ابو القاسم سیف بن ابریس نے ایک بد بطن جارح بخاری کا جواب "حل مشکلات بخاری" کے نام سے اردو میں لکھا۔ مولانا عبد الاول غزنوی نے مشکوہة المصایب کا اردو میں ترجمہ کیا۔

حدیث کیلئے باعث فخر شخصیت ہے۔ اللہ آپ کی عمر کو دراز کرے اور آپ کو زیادہ سے زیادہ دینی خدمت کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

اہل حدیث کی انہی خدمات کی بنیاد پر اکابرین متقدمین و متاخرین نے زبردست انداز میں ان کی خدمات کو سراہا ہے۔ علامہ رشید رضا مصری مرحوم لکھتے ہیں:

”ولو لا عنایة اخواننا علماء الہند بعلوم الحدیث فی هذا العصر
لقضیٰ علیہا بالزووال من امصار الشرق“ [مقدمہ مفتاح کنوز السنۃ]

”اگر اس زمانہ میں ہمارے برادران علماء ہند علوم الحدیث کی خدمت نہ کرتے تو مشرقی ممالک سے علوم حدیث زوال پذیر ہو جاتے۔“

ماضی قریب کے نامور محدث علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ سے کون واقف نہیں؟ ایک بار ان سے مولانا عبد الوہاب خلجی حفظہ اللہ نے انٹرو یولیا اور دوران انٹرو یوان سے یہ بھی سوال کیا کہ: ”ما رأي فضيلتكم عن خدمات علماء أهل الحديث في الهند؟“

ترجمہ: ”علماء اہل حدیث ہند کی خدمات (حدیث) کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟“
تو انہوں نے برجستہ جواب دیا: ”أنا حسنة من حسنات أهل الحديث في الهند“
ترجمہ: ”میں علماء اہل حدیث ہند کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہوں۔“

[پاک و ہند میں علماء اہل حدیث کی خدمات حدیث: ص 66]
حقیقت میں علامہ البانی رحمہ اللہ کا یہ تاریخی جملہ بر صغیر کے علماء اہل حدیث کی خدمات حدیث کے سلسلے میں واضح اعتراف کے ساتھ ساتھ یہاں کے علماء کیلئے باعث فخر ہے۔

اُدھر شیخ الحدیث مولانا عبد اللہ رحمانی رحمہ اللہ نے ”مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح“ لکھی۔ اسی طرح مولانا عطاء اللہ حنفی بھوجیانی رحمہ اللہ نے ”التعليقات السلفية على سنن النسائي“ کے نام سے نسائی شریف کا، ہترین حاشیہ لکھا۔ اُستاد محترم مولانا نسیم الاحرارندوی نے ”اللمحات إلى ما في أنوار الباري من الظلمات“ لکھ کر مؤلف انوار الباری کے زہر افشاںی کا علمی جواب دیا۔ مولانا عبدالجبار فربیانی نے ”الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير“ پر نہایت تحقیقی کام کیا۔ جسے جامعہ سلفیہ بخاری نے شائع بھی کر دیا۔

مولانا عبدالسلام صاحب بستوی رحمہ اللہ نے مشکوۃ المصابیح کا اردو ترجمہ ”أنوار المصابیح“ کے نام سے لکھا، تفصیلی شرح کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا داؤ دراز ڈلوی نے صحیح بخاری کی تفصیلی اردو شرح لکھی جو اردو زبان میں فتح الباری سے کم مقام نہیں رکھتی ہے۔ اُستاد محترم مولانا صفائی الرحمن مبارکبوری نے ”اتحاف الكرام“ شرح بلوغ المرام“ اردو، عربی دو نویں زبانوں میں لکھی۔ ڈاکٹر فضل الرحمن مدینی نے مسائل احمد بن خبل کو اپنے دقيق تحقیق و تعلیق سے علمی دنیا کو عظیم تھفہ پیش کیا۔

ڈاکٹر صغیر احمد حنفی نے ”الأوسط“ لابن منذر کو اپنے عظیم تحقیق و تعلیق سے بحث و تحقیق کی دنیا میں نیا تھفہ پیش کیا۔ شیخ عزیز سمشی حفظہ اللہ نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے وہ نوادرات جو ابھی عام وجود میں نہیں آئے تھے جیسے جامع المسائل وغیرہ انہیں محترم موصوف نے اپنے دقيق تحقیق سے آراستہ کر کے علمی دنیا میں نیا تھفہ پیش کیا۔ اس کے علاوہ آپ کے دیگر بہت سے تحقیقی رسائلے ہیں آپ محترم کی شخصیت جماعت اہل

یہ چند مختصر اقتباسات ہم نے پیش کئے ہیں ورنہ علماء اہل حدیث کی خدمات کا اعتراف دنیا کا ہر وہ فرد کرتا ہے جس کو حدیث سے ذرا بھی لگاؤ ہے۔
ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء۔

ختم شد



ان کے علاوہ ایک اور مصری محقق علامہ عبدالعزیز الخولی نے ”مفتاح السنۃ“ میں تو کھلے لفظوں میں نہ صرف علماء ہند کی خدمات حدیث کا اعتراف کیا ہے بلکہ اس بات کی بھی وضاحت فرمادی کہ اس جماعت کے مشہور اعلام میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت نواب صدیق حسن خان جیسے اعیان شامل ہیں نیز یہ بھی کہا:

”وَفِي الْهَنْدِ الْآن طائفةٌ كَبِيرَةٌ تَهْتَدِي بِالسُّنْنَةِ فِي كُلِّ أُمُورِ الدِّينِ وَلَا تَقْلِدُ أَحَدًا مِنَ الْفُقَهَاءِ وَلَا الْمُتَكَلِّمِينَ وَهِيَ طائفةُ الْمُحَدِّثِينَ۔“

ترجمہ: ”اس وقت ہندوستان میں ایک بہت بڑی جماعت ہے جو تمام امور دین میں سنت سے رہنمائی حاصل کرتی ہے اور فقهاء و متكلمين میں سے کسی کی تقیید نہیں کرتی اور یہ محدثین کی جماعت ہے۔“

بلکہ انہوں نے اس بحث کے اوائل میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ:

”وَلَا يُوجَدُ فِي الشَّعُوبِ الْإِسْلَامِيَّةِ عَلَى كُثُرَتِهَا وَالْخِتَالِ أَجْنَاسُهَا مِنْ وَفِي الْحَدِيثِ قَسْطَهُ مِنَ الْعُنَايَا فِي هَذَا الْعَصْرِ مِثْلُ إِخْوَانِ الْمُسْلِمِيِّ الْهَنْدِ، أُولَئِكَ الَّذِينَ وَجَدُوا بَيْنَهُمْ حِفَاظَ السُّنْنَةِ دَارِسُونَ لِهَا عَلَى مَا كَانَتْ تَدْرِسُ فِي الْقَرْنِ الْ ثَالِثِ حِرْيَةً فِي الْفَهْمِ وَنَظَرًا فِي الْإِسَانِيدِ۔“

[مفتاح السنۃ: ص 169]

ترجمہ: ”مما لک اسلامیہ کی کثرت اور ان کی اجناس مختلف ہونے کے باوجود ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں پایا جاتا جس نے اس زمانہ میں ہمارے ہندی مسلمانوں کے مانند حدیث کی خدمت کا تقاضہ پورا کیا ہو یہ لوگ ہیں جن میں سنت کے حافظ پائے جاتے ہیں اور وہ اس طرح آزاد فکر اور انسانیہ پر نگاہ رکھتے ہوئے درس دیتے ہیں جیسے قرن ثالث میں دیا جاتا تھا۔“

جمعیت اہل حدیث حلقہ لعل بازار

تعارف کارکردگی اور مستقبل کے عزائم

☆ تعارف:

جمعیت اہل حدیث حلقہ لعل بازار سرینگر کشمیر کی ایک عالمی سطح کی شہرت یافتہ دینی، دعویٰ، رفاهی، تعلیمی اور خیراتی تنظیم "جمعیت اہل حدیث جموں و کشمیر" سے وابستہ 6250 حلقہ جات میں سے ایک حلقہ ہے۔

☆ مقام:

شہر سرینگر کے لاچوک سے تقریباً 10 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک آباد اور گنجان علاقہ ہے، اس کے مشرق میں کشمیر یونیورسٹی اور مغرب میں کشمیر کا مشہور و معروف ہسپتال صورہ انسٹی چیوٹ واقع ہے، موجودہ لعل بازار تقریباً 6 کلومیٹر مرینع اور تین لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔

☆ تاریخی پس منظر:

1980ء کی دھائی میں شہر خاص سے چند ایسے گھرانے لعل بازار تقل ہوئے تھے جو جامع اہل حدیث زالذگر، بازار مسجد اور گاؤں کدل میں جمعہ کے خطابات سے متاثر ہو کر نور تو حید سے سرشار ہو چکے تھے، جن میں سے محترم عبدالعزیز پنجابی (مین چوک لعل بازار)، محترم سیف الدین نقاش (سلفیہ چوک)، محترم منظور احمد خان (صدر بل)، محترم محمد مسعود ہنڈ و صاحب (بٹہ کدل)، محترم غلام احمد صاحب (ملہ باغ) وغیرہ سرفہrst ہیں، انہی حضرات کی کوششوں سے علاقہ میں نور تو حید پھیلا ہے۔

محترم محمد بیکی صاحب نقاش، احمد اللہ نہماںی، محترم محمد سلیم میر اور محی الدین صاحب

جامع اہل حدیث اونٹہ بھومن میں خطبہ جمعہ سے متاثر ہوئے تھے، اور انہی حضرات کی کوششوں سے لعل بازار میں جمعیت اہل حدیث جموں و کشمیر کا "حلقة" قائم ہوا۔ محترم محمد یوسف نہماںی کا دولت خانہ حلقہ کا پہلا دفتر تھا، جہاں پہلی مرتبہ حلقہ کے افراد نے مستقل جماعت نماز کا آغاز کیا، پھر 1986ء میں موجودہ سلفیہ مسجد کے لئے زمین خریدی گئی، جس کیلئے سب سے پہلے محترم سیف الدین نقاش نے پچاس ہزار روپے نقد فراہم کئے۔ **جزاہ اللہ خیراً۔**

الحمد للہ آج حلقہ کے پاس سہ منزلہ عمارت کی صورت میں لاکھوں کی مالیت کا دفتر موجود ہے، جس کی تعمیر محترم محمد بیکی نقاش صاحب کے دور میں شروع ہوئی تھی اور حلقہ کی حالیہ قیادت کے ذریعہ مکمل ہوئی اور با طابطہ طور پر صدر جمعیت اہل حدیث جموں و کشمیر پروفیسر غلام محمد بٹ المدñی صاحب حفظہ اللہ کے ہاتھوں 2017ء میں اس کی افتتاح کی گئی۔ 1987ء میں مولانا عبدالقیوم شوپیانی اور مولانا عبدالرشید طاہری (بٹہ مالو سرینگر) نے مسجد سلفیہ کی بنیاد ڈالی گئی، مسجد کی تعمیری کمیٹی میں محترم احمد اللہ نہماں، شا راحم ملک، عبدالحمید پنجابی اور مرحوم عبدالجید زرگر بھی شامل تھے۔

☆ افرادی قوت:

حلقة لعل بازار کے تحت 12 یونٹ کا مکام کرتے ہیں اور مجموعی طور پر اس حلقہ میں 2000 کے قریب اہل حدیث سکونت پذیر ہیں۔

☆ دعویٰ خدمات:

حلقة لعل بازار میں دعویٰ خدمات کے لئے سے 1986ء میں جامع مسجد سلفیہ کا افتتاح ہوا، تقریباً پچھلے پندرہ سال سے فضیلۃ الشیخ محمد رمضان البزرلوی المدñی صاحب اس جامع میں مستقل خطیب ہیں، اس وقت حلقہ میں کئی مسجدوں میں نماز جمعہ کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے، جیسے: مسجد جامع اہل حدیث سلفیہ لعل بازار، مسجد ابن تیمیہ احمد اکدل، مسجد تقویٰ

شاہ کے خلاصہ تعاون سے سال 2017 میں ہی ٹرنس ورلڈ مسلم یونیورسٹی ڈائینا سٹک سینٹر کا ایک Collection Centre میں چوک لعل بازار میں قائم کیا، جس میں روزانہ تقریباً 50 بیماروں کی طبی تشخیص کیلئے خون کے نمونے لئے جاتے ہیں اور ہفتہ میں چار دن ریاست کے 4 بڑے اور معروف ڈاکٹر صاحبان مریضوں کی محض وجہ اللہ مفت جانچ بھی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر سے نوازے۔

☆ تفسیہ ڈھانچہ:

مرکزی جمیعت کے آئین کے مطابق حلقہ ہذا میں بھی تین سے زیادہ بلکہ 12 اکائیاں ہیں، جو کہ یہ ہیں:

صدر اکائی	نام اکائی	شمار
عبدالرشید کریمی	عمر کا لونی A	1
اویس بشیر زرگر	عمر کا لونی B	2
فیض احمد بابا	عمر کا لونی C	3
اتیاز احمد شاہ	لعل بازار میں	4
فاروق احمد بٹ	مولوی ٹاپ	5
مولانا فاروق احمد زرگر	احمد اکدل	6
رفیق احمد ملک	عمردار کا لونی	7
نور محمد	جی کا لونی	8
آفاق احمد براز	صدر بل	9
غلام رسول کھانڈے	نگین	10
ساجد بھی نقاش	سلفی چوک	11
محمد نین	بجشی باغ	12

ہر تین سال بعد حلقہ ایکشن عمل میں آتا ہے، جس میں صدر حلقہ کا انتخاب عمل

علمدار کا لونی، مسجد رحمانیہ عمر کا لونی A، مسجد سلف الصالحین عمر کا لونی B، مسجد امام بخاری عمر کا لونی C (زیر تعمیر)۔

حلقه میں ہر ہفتہ دینی اجتماع ہوا کرتا ہے، اور آج تک حلقة میں بہت سے اجتماعات اور کافر نسیں منعقد کی گئی ہیں، چونکہ مرکزی جمیعت کی طرف سے ماہ رمضان کے چار بڑے اجتماعات میں سے ریاستی سطح کا ایک اجتماع حلقة ہذا مسجد سلفیہ میں پچھلے 15 سال سے تقریباً مسلسل ہو رہا ہے۔

☆ تعلیمی خدمات:

حلقة ہذا میں 8 صباحی اور مسائی درس گاہیں مستقل چلا کی جا رہی ہیں، اسی طرح سال: 2015 سے حلقہ میں "المعهد السلفی" نام سے اتوار سینٹر بھی چلتا تھا، جہاں ہفتہ وار ایک درس ہوا کرتا تھا، لیکن اللہ کے فضل سے اور محترم بشارت احمد خان صاحب، محترم عادل مدثر اور محمد یوسف نجار کی کوششوں سے حلقہ کی موجودہ قیادت نے اسے وسعت دے کر مزید فعال بنایا اور اس وقت اس میں ہر اتوار اور جمعرات کو 10 سے زیادہ دروس ہوا کرتے ہیں، جن میں محترم: محمد حنیف المدنی (نشاط)، معراج الدین المدنی (لعل بازار) اور زبیر یاسین المدنی (نوشہرہ) بطور استاد اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے علوم القرآن، علوم الحدیث، عقیدہ، فقہ اور عربی زبان پڑھاتے ہیں، فی الحال اس مرکز میں 100 طلاب و طالبات مستقیم ہو رہے ہیں۔

☆ رفاقتی خدمات:

حلقة لعل بازار ماہانہ طور پر 15 غرباء و مساکین اور 50 بیماروں کی امداد کرتا ہے، اس کام کیلئے حلقہ کی موجودہ قیادت نے سال 2017 میں "دارالمواسات" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہے، صدر جمیعت اہل حدیث جوں و کشمیر پروفیسر غلام محمد بٹ المدنی نے ہی اس کی افتتاح بھی کی۔

حلقة کی موجودہ قیادت نے اللہ کے فضل سے اور پھر محترم محمد امین شاہ اور محمد انصار

☆ خصوصیت:

اس حلقہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ جمیعت اہل حدیث کے سابقہ ناظم عالی محترم عبدالرشید شاہ، سرگرم رکن منشی غلام قادر صاحب اور سابقہ صدر محترم مولانا شوکت احمد شاہ صاحب بھی اسی حلقہ کے رہنے والے تھے، جنہوں نے 10 سال تک جمیعت کی قیادت کی اور ہر خاص و عام انکی جماعتی خدمات سے واقف ہے، اس حلقہ میں محترم معراج الدین صاحب نامی مدنی عالم اور کئی خطباء کرام ہیں۔

مرکزی جمیعت بربر شاہ کی حالیہ قیادت کے نظماء میں سے محترم شکیل احمد زرو صاحب ناظم تعمیرات کا تعلق بھی اسی حلقہ سے ہے، جن کی نگرانی میں الکلیہ السلفیہ للبنات کی چہار منزلہ تاریخی عمارت تعمیر ہوئی۔

☆ مستقبل کے عزم:

1- کامل ڈائیگناستک سینٹر کی تعمیر۔

2- معهد الامام ابن باز الاسلامی لتحفیظ القرآن الکریم کی تغیر۔

3- ایمبویس کی خریداری۔

4- یتیم اور مفلوک احوال بچیوں کی مہارت کے لئے مفت سلامی سینٹر کی قیام۔

5- مریضوں کی مفت طبی امداد کا بندوبست، میڈیکل کیمپوں کا انعقاد۔

6- کتابوں کی وسیع پیانے پر نشر و اشاعت میں مرکزی جمیعت کا تعاون۔

7- حلقہ میں تنظیمی بیداری کی مہم چلانا اور حلقہ کو کتاب و سنت کی آپیاری کے لئے زیادہ سے زیادہ فعال بنانا۔

8- مساجد کی تعمیر۔

9- حلقہ سطح کی فعال لابریری "مکتبۃ الامین" کو وسعت دینا۔

میں آتا ہے، پھر صدر حلقہ اپنی باڑی اور مجلس شوریٰ و مشاورت تشکیل دیتا ہے، چونکہ محمد بھی نقاش صاحب حلقہ کے پہلے صدر رہ چکے ہیں، انہوں نے ہی حلقہ کے افراد کو جمع کیا اور انہیں عمل تنظیم سازی سکھائی، پھر ان کے بعد محترم شکیل احمد زرو، عبدالحمید شاہ اور فاروق احمد شاہ صاحب حلقہ کے صدر رہ چکے ہیں، ان تمام حضرات کے دور میں محترم اعجاز احمد شیخ صاحب بحیثیت آرگانائزر اپنی خدمات انجام دے چکے ہیں، چونکہ حلقہ میں انکی محنت، اخلاص اور جذبہ ایثار یقیناً بے مثال ہے۔

اس بار سال 2017 میں حلقہ کا انتخابی عمل پایہ تکمیل تک پہنچایا گیا اور محترم عبدالرشید کریمی صاحب بلا مقابلہ صدر حلقہ مقرر ہوئے، صدر محترم نے درج ذیل جدول کے مطابق حلقہ باڑی تشکیل دی:

نام	م	عبدہ
فاروق احمد خان	1	نائب صدر
خورشید احمد شیخ	2	سیکریٹری
ساجد بھی نقاش	3	جوائیٹ سیکریٹری
شکیل احمد زرو	4	ناظم تبلیغ
سجاد احمد شاہ	5	ناظم تعلیم
محمد امین شاہ	6	ناظم مالیات
ڈاکٹر ریاض احمد	7	ناظم تعمیرات
اعجاز احمد شاہ	8	ناظم امور عامہ
اویس بشیر زرگر	9	ناظم نشر و اشاعت
شوکت احمد میر	10	آڈیٹر
اعجاز احمد شیخ	11	آرگانائزر

10- رفاه عام کے میدان میں نئی سماجی خدمات کو متعارف کرانا۔

10- ریاست گیر سطح کے تعلیمی، تربیتی اور ثقافتی انعامی مقابله منعقد کرنا۔

فی الحال صدر محترم جناب عبدالرشید کریمی صاحب نے اس قسم کا پہلا پروگرام منعقد کرنے کی اجازت دی ہے جو کہ جون 2018ء میں منعقد ہونا طے پایا ہے، جس میں پہلے انعام یافتہ کو مفت عمرہ کی سہولیات سے نوازاجائے گا، اس پروگرام میں شیخ الاسلام شیخ محمد بن عبدالوهاب رحمہ اللہ کی کتاب: ”کتاب التوحید“ بطور سلیبس مقرر کی گئی ہے۔

10- ریاست گیر سطح پر میراث کی بنیاد پر عصری علوم حاصل کرنے والے محتاج طالب علموں کے درمیان اسکالر شپ تقسیم کرنا۔

اس کتاب کی طباعت کا خرچہ
جماعیت اہل حدیث



حلقة لعل بازار سرینگر

نے برداشت کیا، فجزاهم اللہ خیراً



نوٹ: حلقة کا یہ تعارف کسی قد رجلدی میں تیار کیا گیا ہے، اگر اس میں کسی رفقی کا نام ذکر کرنے سے رہ گیا ہو تو وہ جان بوجھ کرنیں چھوڑا گیا بلکہ اسے سہو و خط پر محو کیا جائے، اور ہمیں اس کی اطلاع دی جائے؛ تاکہ مستقبل میں اس کا مدارک کیا جائے، إن شاء الله .

اویس بشیر زرگر

ناظم نشر و اشاعت

جماعیت اہل حدیث حلقة لعل بازار، سرینگر